

## ایمان کا تقاضا

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ  
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - [متفق عليه]

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی  
ایک (شخص بھی اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے  
باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔“

**وضاحت:** ماں باپ اور اولاد سے انسان کو طبعی محبت ہوتی ہے اور اس میں وہ  
مجبور ہوتا ہے۔ حدیث میں جس محبت کا ذکر ہے اس سے عقلی محبت مراد ہے بعض  
اوقات ایک بات کو دل نہیں چاہتا لیکن انسان بتقاضائے عقل خود کو اس طرف  
مائل کرتا ہے۔ مثلاً ماں باپ یا اولاد کسی کام کو کرنے کا حکم دیں جس سے نبی ﷺ  
نے منع کیا ہے۔ تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرنی  
چاہیے کیوں کہ عقل جانتی ہے کہ سلامتی اسی میں ہے۔

## نیکی کمانا اور نیکی کی رہنمائی کرنا

عن حذیفة رضى الله عنه عن النبي ﷺ قال كل معروف صدقة. [مسلم، رقم: ۱۰۰۵، كتاب الزكاة

باب بيان ان الصدقة يقع على كل نوع من المعروف صحيح بخارى، ابوداود، كتاب الادب، رقم: ۴۹۴۷]

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے اور جس شخص نے بھی کسی کو نیکی

کی رہنمائی کی تو اس کو بھی اس کے کرنے والے مطابق اجر و ثواب ملے گا۔“

فائدہ: اس کے اندر انسان کو خود نیکی کرنے کی وجہ سے اور کسی دوسرے شخص کی رہنمائی کرنے پر بھی اجر و ثواب ملے گا اور بعض احادیث مبارکہ میں یہ بات بھی موجود ہے جتنا بھی کوئی کسی آدمی کی رہنمائی کرتا ہے پھر اس کے بدلے جتنے آدمی بھی اس پر کام کریں گے تو جتنا ثواب کام کرنے والے کو ملتا ہے اتنا ہی اجر و ثواب اس نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو ملتا ہے ان دونوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ كل معروف صدقة وان المعروف ان تلقى اخاك

بوجه طلق وان تضرع من دلوک فی اناء اخیک. [جامع ترمذی، کتاب البر والصدقة، باب ماجاء فی طلاقه

الوجه وحسن الشر، مسند احمد، رقم: ۱۹۷۰]

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے ہر مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی

سے ملنا بھی نیکی اور اپنے ڈول سے کسی بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نیکی ہے کسی مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا تو چھوٹا عمل ہے اگر کوئی آدمی حدیث نبوی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کام کریں تو بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ كل سلافي من الناس عليه صدقة كل يوم

تطلع فيه الشمس يعدل بين الاثنين صدقة والكلمة الطيبة صدقة وكل خطوه يخطوها الى الصلاة

صدقة ويميط الاذى عن الطريق صدقة. [صحيح بخارى، كتاب الصلح فضل الاصلاح بين الناس والعدل،

رقم: ۲۷۰۷، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان ان اسم صدقة..... الخ، رقم: ۱۰۰۹]

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: انسان کا ہر جوڑ کی طرف سے روزانہ

صدقہ کرنا ضروری اور لازم ہے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے سواری کے بارہ میں کسی سے

تعاون کرنا یعنی سواری پر سواریا کسی کا سامان لا کر اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے اور جو قدم نماز کے لیے اٹھایا

جائے گا یہ بھی صدقہ ہے راستہ سے ایذا تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔“ [عبدالرحیم بلتستانی]

## فہرست

1	ایمان کا تقاضا	جواہر پارے ❁
2	نیکی کمانا اور نیکی کی رہنمائی کرنا	کلمہ طیبہ ❁
5	بدرو	اداریہ ❁
7	عشرہ ذوالحجہ کے فضائل و مسائل	احکام و مسائل ❁
13	حج کا مختصر طریقہ	احکام و مسائل ❁
15	قربانی کی اہمیت	احکام و مسائل ❁
17	قربانی کے احکام و مسائل	احکام و مسائل ❁
23	چاردن قربانی کرنے کا جواز	تحقیق و تنقید ❁
29	قربانی یا قربانی کی قیمت	تحقیق و تنقید ❁
30	مرزا قادیانی کی تحریک کا سیاسی پس منظر (۲) (مفتی سعید اللہ خاں عقیف)	احکام و مسائل ❁
35	عزت سے جینا سیکھو	شعر و ادب ❁

## قربانی کا مقصد

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدٰكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾ [الحج: ۳۷]

”اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے تاکہ تم اس کی رہنمائی کے شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔“

## قربانی نہ کرنے والوں کے لیے وعید

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّاتًا» [ابن ماجہ: ۳۱۲۳] ☆

”جو کوئی باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔“

☆..... یہ روایت موقوف صحیح ہے۔

## قربانی کی دعا

ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ والے دو چتکبرے میں ڈھون کی قربانی کی اور یہ دعا پڑھی:

”رَبِّیْ وَجْهَتْ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهیمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّایْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ - اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ -“ پھر ذبح کیا [ابوداؤد: ۲۷۹۵]

## بدرو

حافظ احمد شاہ

اداریہ

نبی ﷺ سے جو مختلف خطبات مروی اور منقول ہیں ان سب میں موقع محل کی مناسبت سے بعض الفاظ کا اختلاف بھی ملتا ہے۔ آپ کے ایک خطبہ مبارکہ میں لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ (او کما قال) کے الفاظ بھی آتے ہیں جو غماز ہیں اس بات کے کہ آپ ﷺ نے امانت اور وعدے کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

ہم اس سے یہ بات سمجھتے ہیں کہ مسلمان کو امانت کی مسئولیت کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے اور عہد و معاہدہ ہی نہیں آپس کے عمومی وعدے کی اہمیت بھی واضح فرمائی گئی ہے جب کہ ہمارے ہاں کے کارہائے حکومت اور سیاست کے چلن میں اب دونوں چیزوں کی اہمیت ہی کوئی نہیں رہی۔ مضبوط سیاسی وعدوں کو بھی یہ کہہ کر ”کون سا قرآن وحدیث ہے“ ان کا انکار یا ختم کر دیا اور اس سے بے نیازی کا اظہار کر دیا جاتا ہے اور وطن و قوم کی امانتوں یعنی ملک سے وفاداری و خیر خواہی سے انماض اور وطن کی مالی امانت کو ذاتی سمجھ کر اس سے بے تحاشا اور بلا دریغ فائدہ اٹھائے جانے کو عیب نہیں گنا جاتا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک اس لیے یاد آئی کہ آج کل اخبارات میں این، آر، او نامی آرڈی نیٹس کا بہت غوغا اٹھا ہوا اور اس کی بہت دھوم مچی ہوئی ہے۔ آج کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق اس ”محافظ مجرمان“ قانون یا آرڈی نیٹس سے (8041) آٹھ ہزار اکتالیس ارکان نے فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں (7793) سات ہزار سات صد تریانوے کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے اس بہت بدرو سے (34) چونتیس سیاست دانوں اور (248) دو صد اڑتالیس سرکاری افسران نے بھی ہاتھ آلودہ کیے یعنی مقدمات ختم کرائے۔

اسلامی تعلیمات میں امانت و دیانت اور وعدہ خلافی یا بدعہدی کی اہمیت مذکورہ حدیث پاک سے واضح ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں اس آیت مبارکہ کا ذکر بھی مزید نکھار پیدا کر دے گا جو جنگ احد کے موقع پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس وقت نازل فرمائی تھی جب شیطان نے بعض صحابہ کے ذہن سے معاذ اللہ نبی ﷺ پر خیانت کی لہر گزاری تھی کہ اس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلُّ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

[آل عمران: ۷۵]

یعنی خیانت نبی ﷺ کی ذات پاک کے لائق ہی نہیں اور فرمایا کہ قیامت کے روز خائن خیانت سمیت دربار الہی میں حاضر کیا جائے گا اور پھر خائن کو ظلم کیے بغیر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ کاش کہ خیانت کرنے والوں کے سامنے یہ آیت کریمہ ہی ہوتی یا ان کے مذہبی ونگ خانوں کو اس طرف متوجہ ہی کر دیتے۔ ایسے ہی دوسری حدیث میں وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کرنے کو نفاق کی علامت بتایا گیا ہے۔

جہاں تک ہمارا محدود علم ہے اس کے مطابق انگریزی زبان عربی کی نسبت یوں کہہ لیں کم مایہ ہے یعنی انگریزی کے عقیدت مند اس کو جامع بھی کہہ سکتے ہیں لیکن ہے کم مایہ اس لیے کہ بدعنوانی معنی ہے (Cruption) کرپشن کا جس میں مالی، انتظامی، اخلاقی اور فکری..... منصوبہ ساز یا ماسٹر مائنڈ..... سب قسم کی بدعنوانی شامل ہے۔ اور دیکھا جائے تو اس..... بدعنوانی کے..... حمام میں سب ہی ننگے ہیں۔ اس کی صورتوں میں کمیشن کھانا،

تعلق یا عہدے کی آڑ میں سونے کے بھاؤ والی اشیاء کوڑیوں کے مول میں خریدنا، خوراک کی ذخیرہ اندوزی..... جس کی شریعت سخت ممانعت کرتی ہے..... اشیاء خورد و نوش میں ملاوٹ، جعلی ادویات کی تیاری ٹیکسز..... اگرچہ اس کے قوانین ظالمانہ ہیں جو بدعنوانی کا راستہ دکھاتے ہیں..... میں ہیرا پھیری کرنا، وطن عزیز کی دولت کی باہر منتقلی، اپنے اپنے سیاسی کارکنوں یا برادریوں کو بلا امتحان بے پایاں مالی مفادات سے نوازنا، کاروباری قرضوں کی خورد برد یعنی ان کو رسوخ کی آڑ میں حکم رانوں سے معاف کرنا، بجلی چوری، گیس چوری اور سب سے بڑی بدعنوانی وطن کے مفادات تلخ کر جرائم پیشہ اور ملک دشمن عناصر سے ذاتی مفادات اٹھانا یہ سب کچھ ع تن ہمہ داغ داغ شدہ پنہ کجا کجائیم والی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لغو اور عرفاً یہ سب جرائم ہیں اور ہمیشہ جرم ہی رہیں گے۔ لیکن امریکا نے اپنی پسند کا بہترین گھوڑا لانے کے لیے ہمارے ہاں تو این، آر، او کی تولید کرادی لیکن اپنے ہاں نہ کی، کیوں! مزہ تو تب ہے جب وہاں بھی ایک ایسا ہی ”کھایا پیا معاف“ جیسا قانون وضع کر کے اس کو ایوان بالا اور زیریں سے پاس کروائیں۔ پھر دیکھیں کہ قومی مفاد ہمتی آرڈی نینس سے برائیاں آبشار کی طرح کیسے گرتی ہیں۔

وقت نے کچھ ثابت کر دیا ہے اور باقی ثابت ہو جائے گا کہ دنیا کا سب سے بڑا آمر بلکہ ظالم آمر امریکا ہے جو غریب اور ترقی پذیر ممالک کے حکمرانوں کو اپنے تزویری جال میں پھانس کر کانا کرتا ہے۔ پھر ان کی کمزوریوں کی آڑ لے کر ان ممالک میں اپنی سازشیں پالیسیوں کی آڑ میں رواں کرتا ہے اور اگر کسی حکم ران کی فراست اس کے کام آجائے یعنی وہ ان کے دام میں نہ آئے تو پھر وہ اسے تخت سے تختے تک پہنچا کر ہی دم لیتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنی حکم عدولی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے اسلحہ کی تجارت بڑھانے کی خاطر ملکوں ملکوں میں فسادات برپا کرتا اور پرامن ممالک کے اندر اپنے مفاد کی خاطر ہم قوم اور ہم مذہب افراد میں خانہ جنگیاں کرواتا رہتا ہے تاکہ دنیا میں اس کا اسلحہ بکتا رہے۔ ضیاء الحق نے حکم عدولی کی تو اس کا نام و نشان مٹانے کے لیے آخری حد تک چلا گیا۔ وطن آ کر بے نظیر کی رگ حیات بیدار ہوئی اور انہوں نے امریکی جال توڑنے کی کوشش کی تو ان کو خون میں نہلا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب سارے سیاست دان ہر قیمت پر اور ہر طرح امریکا کو راضی رکھنے ہی میں عافیت جانتے ہیں۔ این، آر، او کے آرڈی نینس نے تو بڑوں بڑوں کی جان بخشی کرادی۔

قوم عدالت عظمیٰ سے اب یہ خوش گوار توقع رکھتی ہے کہ وہ این، آر، او کا گند صاف کرنے کے ساتھ ساتھ قرض معاف کرانے والوں کا کچا چٹھا بھی کھولے گی اور ان کی وطن میں جانبداریں ضبط کرنے کے علاوہ انٹرپول کے ذریعے غیر ملکی جائیدادیں بھی بیچ کر ملکی معیشت کو سیدھے راستے میں ڈال کر معاشی راہ راست اپریشن کے بارے میں قوم کی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے قوم کی توقعات پوری کرے گی۔ یہ کہنا تو سورج کو چراغ دکھانا ہے کہ ان سے وصولیاں ملکی کرنسی کی بجائے ڈالروں میں کی جائیں کہ انہوں نے بھی ڈالر ہی ہڑپ کیے تھے۔ قوم کی یہ توقعات اور خواہشات اگر بالفرض..... جس کی امید اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ ہمارے ہاں اس کی ریت ہی نہیں کیوں کہ اس سے آنے والوں کے راستے میں کانٹے بکھر جائیں گے..... یہ وصولیاں ہو جائیں تو پھر نہ امریکی امداد کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی آئی، ایم، ایف کے قرضہ جات کی۔ نیز اس اقدام سے بے روزگاری ختم نہ بھی ہوئی تو کم یقیناً ہو جائے گی، جس سے جرائم کی شرح بھی کم ہونا شروع ہو جائے گی۔

براہ کرم عدالت عظمیٰ حکومتی اخراجات پر کنٹرول کی طرف بھی اگر توجہ منعطف کر دے تو اس سے شاید ایندھن (تیل، گیس، بجلی) کے نرخ بھی بڑھنے سے رک جائیں۔ حکومت اخراجات تو کم نہیں کرتی لیکن قرض خواہوں کو سود ادا کرنے کے لیے حکومت اپنی مصنوعات کا نرخ بڑھانے پر تلی رہتی ہے۔ نیز حکومت کو بڑے بڑے..... بجلی اور گیس کے..... چور بھی نظر نہیں آتے ان کا بوجھ بھی عوام پر ڈال دیا جاتا ہے۔ بلکہ بجلی اور گیس کے بڑے بڑے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کی نادہندگیوں کا بھگتان بھی غرباء و مساکین کو کرنا پڑتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مچھندروں..... غرباء بے روزگاروں..... کو روٹی کمانے کی خاطر جو بھی جرم کرنا پڑے وہ جان کی بازی لگا کر کر گزرتے ہیں کہ ع روٹی تو کما کھائے بہر طور مچھندر

# عشرہ ذالحجہ کے فضائل و مسائل

حافظ ریاض عاقب ملتان

## (ا).....عشرہ ذالحجہ کا معنی و مفہوم

لغت عربی میں ”عشرہ“ دس کو کہتے ہیں۔ ”ذو“ کا معنی ”والا“ اور جزیہ کا معنی حج ہے تو ذوالحجہ کا معنی ”حج والا“ ہوا۔ ذوالحجہ اسلامی مہینوں میں سے آخری مہینے کا نام ہے۔  
امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

((الْحَجَّةُ بِكُسْرِ الْحَاءِ قُلْتُ وَفَتْحِهَا سُمِّيَ بِذَلِكَ

لَا قَامَتِهِمُ الْحَجَّ)) [تفسیر ابن کثیر ج: ۲، ص: ۳۹۱]

”حج کے کسرہ کے ساتھ اور اس کو ح کے فتح کے ساتھ حج“ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس مہینہ کو (ذوالحجہ) اس لیے کہا گیا ہے کیوں کہ لوگ اس میں حج کرتے ہیں۔“

عشرہ ذوالحجہ“ سے ماہ ذی الحج کے ابتدائی دس دن مراد ہیں جن میں دسواں دن عید الاضحیٰ کا ہوتا ہے۔

## (ب).....عشرہ ذالحجہ کی اہمیت:

ماہ ذالحجہ کے ابتدائی دن بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

حج اور قربانی دونوں اہم مناسک، ذالحجہ کے پہلے عشرہ میں ہی انجام پاتے ہیں۔ اسی بناء پر سال کے تمام ایام سے اس عشرہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

اس ماہ مقدس کی اہمیت اس بات سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک حرمت والا مہینہ ہے جن مہینوں کی تعظیم کفار و مشرکین بھی کیا کرتے تھے۔

عشرہ ذالحجہ کی اہمیت کو قرآن و سنت نے بھی اجاگر کیا ہے ان دس دنوں میں مومنین حضرات اللہ وحدہ، لاشریک کی تکبیر، تمجید اور تہلیل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ خصوصاً حجاج کرام اپنا گھربار، وطن و دیار، اہل

و عیال اور اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر رب ذوالجلال کی محبوب ترین سرزمین، پرکشش اور پر جلال سرزمین، امن و سلامتی کی سرزمین، فیوض و برکات کی سرزمین، خیرات و ثمرات کی سرزمین، بعثت نبوی ﷺ کی سرزمین مرکز انقلاب، منبع توحید، سرچشمہ رشد و ہدایت، بقعہ رحمت و انوار مکہ مکرمہ میں صدائے حق اور ترانہ توحید بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت مزید دو بالا ہو جاتی ہے۔

الغرض عشرہ ذوالحجہ امن و سلامتی، عزت و احترام، پیار و محبت، اتفاق و اتحاد، ایثار و قربانی، دعوت و تعلیم، نظم و ضبط، صبر و تحمل اور بے شمار فضیلتوں، سعادتوں اور عظمتوں سے لبریز نظر آتا ہے۔

## (ج).....عشرہ ذالحجہ کے فضائل:

ماہ ذالحجہ کے ابتدائی دس دن سال کے دوسرے دنوں کے مقابلے میں اعلیٰ، افضل اور بلند و بالا سعادت و عظمت کے حامل ہیں۔ ان دس دنوں کی فضیلت قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہے۔ ذیل میں ہم عشرہ ذوالحجہ کے فضائل ذکر کر رہے ہیں۔

## (۱).....ان دس دنوں کی قسم:

ان دس دنوں کی عظمت و فضیلت کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ان ایام کی قسم کھائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ [سورة الفجر ۲-۱]

”قسم ہے فجر اور دس راتوں کی۔“

امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”وَلَيَالٍ عَشْرٍ“ سے ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن مراد ہیں اور یہی قول

مجاہد، قتادہ، ضحاک، سدی اور کلبی رحمہم اللہ کا ہے۔“

[دیکھو: تفسیر البغوی ج: ۴، ص: ۴۸۱]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اور دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ ہے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا ابن زبیر، مجاہد بن جبر اور دیگر متعدد سلف و خلف اسی کے قائل ہیں۔“ [تفسیر ابن کثیر، ج: ۴، ص: ۵۳۴]

## (۲).....ان دس دنوں میں نیک عمل کی فضیلت:

ان دس دنوں کی فضیلت اس حدیث مبارک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے جس میں حسن کائنات محمد ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

((مَامِنْ أَيَّامِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

قال: ((وَلَا الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ))

[صحیح بخاری: ۹۶۹، سنن ابی داود: ۲۴۳۴، حدیث کے الفاظ سنن ابی داود سے ماخوذ ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ج: ۲، ص: ۴۶۲ وغیرہ]

”کسی بھی دن میں (کیا ہوا) نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں (میں کیے ہوئے نیک عمل) سے زیادہ محبوب نہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

”اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (محبوب) نہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

”دوسرے دنوں میں کیا ہوا (جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ ہاں مگر وہ آدمی جو اپنی جان و مال کے ساتھ (راہ جہاد میں) نکلا اور ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا۔“

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں میں کیا جانے والا نیک عمل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو سال کے باقی دنوں میں کیے ہوئے نیک اعمال سے زیادہ محبوب ہے۔

## (۳).....یوم عرفہ کے دن کی فضیلت:

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں یہ بھی امتیازی فضیلت و برتری ہے کہ ان ایام میں نوں دن ”یوم عرفہ“ ہے اور یہ وہ دن ہے جس میں اللہ وحدہ

لا شریک نے دین اسلام کو مکمل کیا اور اہل اسلام پر اپنی نعمت کو پورا کر کے احسان عظیم فرمایا: [صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان ونقصانه: ۴۵]

یہ وہ دن ہے جو دو سال (ایک گذشتہ اور ایک آئندہ سال) کے گناہوں کی بخشش کا باعث بنتا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب

استحباب صیام ثلاثة ايام من كل شهر وصوم يوم عرفه: ۱۱۶۲]

اور یہ وہ عظیم دن ہے کہ جس میں مولائے کریم سال کے سارے دنوں میں سے ہر دن کے مقابلے میں زیادہ تعداد میں لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَامِنْ يَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمٍ عَرَفَةَ))

”کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔“ [صحیح مسلم:

الحج، باب فضل الحج والعمرة ۱۳۴۸]

## (۴).....دس دنوں میں ذکر الہی کی خصوصی ہدایت:

اللہ عزوجل نے ان دس دنوں میں اپنے ذکر کرنے کے بارے میں خصوصی طور پر امت محمدیہ ﷺ کو فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

((وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ))

”اور معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کریں۔“

[سورة الحج: ۲۸]

امام بخاری رحمہ اللہ ”صحیح بخاری“ میں لکھتے ہیں کہ:

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ: ان معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔“ [صحیح بخاری،

العيدین، باب فضل العلم فی ایام التشریق ج: ۲، ص: ۴۵۷]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ:

(ابن عباس کے قول کی طرح) ”سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ،

مجاہد، قتادہ، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، حسن بصری، ضحاک، عطاء خراسانی اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ اسی طرح کا قول مروی ہے ہے اور یہی امام



حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کا سبب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِي يُظْهِرُ أَنَّ السَّبَبَ فِي امْتِيازِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ لِمَكَانِ اجْتِمَاعِ أُمَمَاتِ الْعِبَادَةِ فِيهِ، وَهِيَ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ، وَلَا يَسْتَأْنِي ذَلِكَ فِي غَيْرِهِ. [ملاحظہ ہو، فتح الباری، ج: ۲، ص: ۴۶۰]

”عشرہ ذوالحجہ کے امتیاز کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں (تمام) بنیادی عبادات ہو جاتی ہیں اور وہ نماز، روزہ، صدقہ اور حج ہیں اور ان (دنوں) کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔“

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ذوالحجہ کے دس دن افضل ہیں یا رمضان کے آخری دس دن؟ تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

”ذوالحجہ دس دن رمضان کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کے آخری دنوں کی راتیں ذوالحجہ کے عشرہ کی راتوں کی افضل ہیں۔“ [مجموع الفتاوی، ج: ۶، ص: ۱۰۰]

قصہ مختصر ذوالحجہ کے دس دن فضیلتوں، عظمتوں، سعادتوں، رفعتوں، سرفرازیوں، کامرانیوں اور خوش بختیوں سے معمور ہیں بندہ مؤمن کو چاہیے کہ وہ ان دس دنوں میں اپنے دامن کو نیکیوں اور نعتوں سے بھر لے۔

#### (۷).....عشرہ ذوالحجہ کے مستحب اعمال:

عشرہ ذوالحجہ میں صاحب ثروت امیر لوگ توجہ کے لیے مکہ مکرمہ کا رخ کرتے ہیں اور رکن حج ادا کر کے بے پناہ اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں لیکن جو حضرات غریب اور نادار ہیں وہ اس فریضہ سے محروم رہتے ہیں تو اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے لیے دس دنوں کے اعمال کو بہت افضل قرار دیا ہے تاکہ یہ بھی اپنے دامن کو نیکیوں سے بھر لیں۔ اس لیے ان حضرات کے لیے اجر و ثواب حاصل کرنے کا عظیم الشان اور سنہری موقع ہے لہذا ان کو خصوصی عبادات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نوافل ادا کریں، روزے رکھیں، کثرت سے رب ذوالجلال والا کرام کی حمد و ثنا،

شافعی کا مذہب ہے اور امام احمد بن حنبل سے یہی (قول) مشہور ہے۔

[تفسیر ابن کثیر، ج: ۳، ص: ۲۳۹]

ہمارے اسلاف ان دس دنوں میں ذکر الہی کا خاص اہتمام کرتے تھے بلکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دس دنوں میں بازاروں میں جا کر بلند آواز سے تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔

[صحیح البخاری، ج: ۲، ص: ۴۵۷]

اس کی تفصیل آگے آرہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں کی بہت رفعت و عظمت ہے اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان ایام سے کثرت سے تکبیرات میں مشغول رہتے تھے۔

#### (۵).....عشرہ ذوالحجہ میں قربانی کا دن:

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کا آخری اور دسواں دن بہت فضیلت کا حامل ہے جسے قربانی کے دن سے یاد کیا جاتا ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمُ الْقَرِّ))

”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ فضیلت والا دن ”یَوْمُ النَّحْرِ“ (دس ذوالحجہ) اور ”یَوْمُ الْقَرِّ“ (گیارہ ذوالحجہ) ہے۔“ [مسند احمد، ج: ۴، ص: ۳۵۰۔ مستدرک حاکم، ج: ۴، ص: ۲۲۱، امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے]

اس حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ قربانی کا دن بہت ہی فضیلت والا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جس میں امت مسلمہ کے افراد رضائے الہی کے حصول اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے جانور قربان کر کے سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں۔ اس عظیم عمل سے عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت و عظمت اجاگر ہوتی ہے۔

#### (۶).....عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کا سبب:

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کی وجوہات کے بارے میں علمائے کرام نے کافی کچھ فرمایا ہے چنانچہ ان وجوہات کا تذکرہ اس مقام میں مطلوب ہے۔

ﷺ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ، هامش  
المسند، ج: ۷، ص: ۲۲۴

”کوئی دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس دنوں سے زیادہ عظمت  
والا نہیں اور نہ ہی کسی دن کا (نیک) عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس  
دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے پس تم ان دس دنوں میں  
کثرت سے لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو۔“

### صحابہ کرام کا معمول:

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں امام الانبیاء، خاتم النبیین ﷺ نے  
کثرت سے امت محمدیہ ﷺ کے افراد کو ایام عشرہ لا الہ الا اللہ، اللہ  
اکبر اور الحمد للہ پڑھنے کی تلقین و ترغیب دی ہے۔ اب اس ترغیب  
رسول ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیسے تعمیل کی۔ آئیے! احادیث  
مبارکہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ نفوس قدسیہ ہیں جو فرمان رسول ﷺ پر سر  
تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب حکم رسول ﷺ مل جاتا فوراً اس کی تعمیل  
کرتے اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش، جستجو ہوتی کہ جب بھی کسی اجر و ثواب  
کے کام کا علم ہوتا تو اس پر عمل کے لیے کمر بستہ ہو جاتے چنانچہ صحابہ  
رسول ﷺ ان دس دنوں میں باواز بلند تکبیرات کہا کرتے تھے جیسا کہ  
امام الحدیث، سید القہاء امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے:

((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ،  
وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا)) [صحیح بخاری، العیدین،  
باب فضل العمل فی ایام التشریق، قبل حدیث  
رقم: ۹۶۹]

”ان دس دنوں میں ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بازار میں نکل  
جاتے اور تکبیریں بلند کرتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیریں  
کہنا شروع کر دیتے۔“

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام بخاری  
نقل کرتے ہیں:

کبریائی، بڑائی اور عظمت بیان کریں۔ صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ  
کر حصہ لیں اور ہر نیک کام میں خوب جدوجہد کریں۔

ہمارے اسلاف کا ان ایام میں کیا معمول ہوتا تھا؟ اس  
بارے میں داری رحمہ اللہ سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے متعلق نقل  
کرتے ہیں:

كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ إِذَا دَخَلَ أَيَّامَ الْعَشْرِ اجْتَهَدَ  
اجْتِهَادًا حَتَّى مَا يَكَادُ يَقْدِرُ عَلَيْهِ. [سنن دارمی، باب

فضل العمل فی العشر، ج: ۱، ص: ۳۵۷، رقم: ۷۱۸۱]

”سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ جب ذوالحجہ کے دن شروع ہوتے تو  
اعمال میں اپنی طاقت سے بڑھ کر محنت کرتے تھے۔“

اس لیے ہمیں بن ان دس دنوں میں خاص جدوجہد اور کوشش کرنی  
چاہیے تاکہ ہم بھی بھلائی اور نیکی کے موسم بہار میں اپنے رب کو یاد کر کے  
اپنی جھولیوں کو رب کریم کی رحمتوں، نوازشوں اور نیکیوں سے بھر لیں۔  
ذیل میں ہم کچھ مستحب افعال کا تذکرہ کر رہے ہیں:

### (۱)..... تہلیل، تکبیر اور تحمید کا اہتمام کرنا:

ان دنوں میں جہاں دوسرے نیک اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے  
وہاں بالخصوص کثرت سے تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل نے  
اپنے ذکر کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾  
”اور معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کریں۔“

[سورۃ الحج: ۲۸]

معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ کے دس دن ہیں جیسا کہ اس کی  
تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ان ایام  
میں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ سیدنا  
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَامِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ  
الْعَمَلِ فِيْهِنَّ، مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَاتَّكَبَرُوا فِيْهِنَّ  
مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ)) [مسند احمد،

ج: ۲، ص: ۷۵، رقم: ۵۴۴۶۔ علامہ احمد شاکر

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ)) [سنن ابی

داود: ۲۴۳۷، و سنن نسائی: ۲۴۲۰ سندہ صحیح]

کہ ”رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے (پہلے) نودن، عاشوراء محرم، اور ہرمہینے کے تین دن (ایام) حیض کے روزے رکھتے تھے۔“

اسی طرح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَذْعُهُنَّ النَّبِيُّ صِيَامُ عَاشُورَاءَ، وَالْعَشْرِ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ)) [مسند احمد،

ج: ۶، ص: ۲۸۷، و سنن نسائی، رقم: ۲۴۱۸، سند

صحیح ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، ارواء

الغلیل، ج: ۴، ص: ۱۱۱]

کہ ”رسول اللہ ﷺ چار کام نہیں چھوڑتے تھے، عاشورہ کا

روزہ، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، ہرمہینے کے تین دن کے

روزے اور فجر کی دو سنتیں۔“

ہم نے ”تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ“ کا معنی ۹ روزے کیا ہے جس کی

تائید سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کی مذکورہ حدیث ”أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَذْعُهُنَّ

(الخ) میں ”الْعَشْرِ“ (دس روزے) کے الفاظ وارد ہیں۔ نیز امام

ابوداؤد رحمہ اللہ کا اس روایت کو ”بَابُ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ“ (عشرہ

ذوالحجہ کا بیان) کے تحت ذکر کرنا اور سنن نسائی کی روایت میں ”كَانَ

يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ“ (ذی الحجہ کے نودن کے روزے رکھتے

تھے) کے الفاظ سے مزید ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ ذوالحجہ کے مہینے

کے ۹ روزے رکھتے تھے۔

نوٹ:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ”الْعَشْرِ“ (عشرہ ذوالحجہ کے

روزے) کا لفظ آیا ہے۔ یہ یاد رہے عشرہ ذوالحجہ میں دس ذوالحجہ کا دن

شامل نہیں ہے۔ عشر کا لفظ باقی نودن کے غلبہ کی وجہ سے بولا گیا ہے جب

کہ دسویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت

ہے جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمَنْى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ

الْمَسْجِدِ فَيَكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ

مِنْى تَكْبِيرًا)) [صحیح بخاری، العیدین، باب التکبیر

ایام منی، قبل حدیث: ۹۷۰]

”سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منی میں اپنے خیمے کے اندر تکبیریں بلند

کرتے تھے جسے مسجد کے لوگ سنتے اور تکبیریں کہتے اور

بازار والے بھی تکبیریں کہنا شروع کر دیتے حتیٰ منی تکبیروں

سے گونج اٹھتا۔“

مردوں کے لیے اونچی آواز میں تکبیریں کہنا مستحب ہیں جیسا

کہ مذکورہ بالا احادیث میں سیدنا عمر فاروق، سیدنا ابن عمر

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جب کہ خواتین یہ تکبیرات

پست آواز میں کہیں گے۔ یہ عمل صحابیات رضی اللہ عنہن سے ثابت ہے

جیسا کہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

كُنَّا نَوْمُرُ أَنْ نُخْرِجَ يَوْمَ الْعِيدِ، نُخْرِجُ الْبُكْرَ مِنْ

حِذْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الْحَيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ

فَيَكَبِّرُونَ بِتَكْبِيرِهِمْ. [صحیح بخاری، العیدین، باب

التکبیر ایام منی: ۹۷۱]

”ہمیں حکم دیا جاتا کہ ہم (خود بھی) عید کے دن (عید گاہ کی

طرف) نکلیں، پردہ نشین کنواریوں کو بھی نکالیں، حتیٰ کہ ہم حیض

والیوں کو بھی (عید گاہ کی طرف) نکالیں اور وہ لوگوں کے پیچھے

رہیں پس وہ ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے عیاں ہوا کہ وہ ان دنوں کثرت

سے تکبیرات کا اہتمام کرتے تھے ہمیں بھی ان ایام میں کثرت سے

تکبیرات کہنی چاہئیں تاکہ اس سنت متروکہ کا احیاء ہو سکے۔

(۲).....عشرہ ذوالحجہ کے روزے:

دیگر اعمال صالحہ کی طرح عشرہ ذوالحجہ کے پہلے نودنوں

میں روزے رکھنے کی بہت اہمیت ہے۔ خود رسول مکرم ﷺ ان دنوں

روزے رکھتے تھے۔

امہات المؤمنین میں سے ایک کا بیان ہے کہ

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ))  
 ”رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے منع کیا ہے۔“ [صحیح بخاری، رقم: ۱۹۹۱، صحیح مسلم، رقم: ۸۲۷]

رسول اکرم ﷺ نے عرفہ کے روزے کے متعلق فرمایا:  
 ((صِيَامُ يَوْمٍ عَرَفَةَ اخْتِصَبَ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ))  
 ”عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بنادے۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۱۱۶۲]  
 نبی مرسل ﷺ کا عرفہ کے روزہ کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں خاص کرنے کی وجہ سے اس کی فضیلت کو ظاہر کرنا تھا۔  
 یہ واضح رہے کہ یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کا روزہ ان حضرات کے لیے ہے جو حج کے لیے روانہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے اپنے وطن میں ہیں لیکن حجاج کرام کے لیے نو ذوالحجہ کا روزہ منع ہے۔“ [ملاحظہ ہو، صحیح بخاری، الحج، باب الوقوف علی الدابة بعرفة، رقم: ۱۶۶۱]

### حج و عمرہ کی ادائیگی:

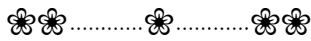
عشرہ ذوالحجہ میں مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں تو اس حج و عمرہ کے بارے میں امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:  
 ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))  
 ”کہ عمرہ ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرے تک کے درمیان ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو صرف جنت ہے۔“  
 [صحیح بخاری، رقم: ۱۷۷۳، و صحیح مسلم، رقم: ۱۵۲۱]  
 اور رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا:  
 ((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

”جس شخص نے اللہ کے گھر کا حج کیا اور بے ہودگی اور فسق و فجور سے بچا رہا تو اس وہ حالت میں لوٹے گا جیسے آج ہی ماں نے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔“ [صحیح بخاری، رقم: ۱۵۲۱]  
 ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان ایام میں حج و عمرہ کرنا بہت فضیلت و عظمت کا حامل ہے۔ لہذا صاحب حیثیت مسلمانوں کو ان ایام میں بیت اللہ کا قصد کرنا چاہیے تاکہ وہ ان مذکورہ فضائل کو حاصل کر سکیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔ (آمین)

### (۴)..... دس ذوالحجہ کے دن قربانی کرنا:

عشرہ ذی الحجہ کا آخری دن قربانی کا دن ہے اور اس دن کے متعلق ساقی کوثر علیہ السلام نے فرمایا:  
 ((أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمُ الْقَرَّةِ))  
 ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے فضیلت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن) اور یوم القرہ (گیارہ ذوالحجہ) ہے۔“ [مسند احمد، ج: ۴، ص: ۳۵۰، سنن ابی داؤد: ۱۷۶۵، حاکم، ج: ۴، ص: ۲۲۱]

اس دن قربانی کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے جس سے سنت ابراہیمی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور اس دن قربانی کرنا بہت ہی اجر و ثواب کا کام ہے۔ عشرہ ذوالحجہ کے دنوں میں ان اعمال کے علاوہ قرآن مقدس کی تلاوت کرنا۔ صدقہ و خیرات کرنا، مساکین و غرباء کا خیال رکھنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا اور دیگر اچھے اچھے اعمال و افعال کا اہتمام کیا جائے اور برے اعمال سے اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال کو، اپنے عزیز و اقارب کو اور اپنے دوست احباب کو دور رکھا جائے کیوں کہ یہ حرمت والے ایام بھی ہیں۔ ان ایام کی تعظیم کفارہ و مشرکین بھی کیا کرتے تھے ہم مسلمانوں کو بطور اولیٰ ان حرمت والے مہینوں کی تعظیم کرنی چاہیے۔ تعظیم کرنے کا مطلب مکمل طور پر برے اعمال سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)



# حج کا مختصر طریقہ

روح الامین (ایم فل علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

## نواں دن:

سورج طلوع ہونے کے بعد حجاج کرام عرفہ کی طرف یہ کہتے ہوئے نکلیں۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ،

ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك۔

عرفہ میں حجاج کرام وقف کریں اور ذکر، تسبیحات و تکبیرات میں مشغول رہیں۔

اور حسبِ منشاء دعاء مانگتے رہیں (کیونکہ عرفہ کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ اور پھر نماز ظہر وعصر کو قصر کرتے ہوئے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کریں۔

اور غروبِ آفتاب تک وہیں ٹھہرے رہیں حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا: افضل کلمہ جو میں نے اور مجھ سے بیشتر انبیاء نے عرفات میں کہا وہ یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

يَحْيَى وَيَمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

پھر نماز مغرب کی ادائیگی کے بغیر حجاج کرام عرفہ سے مزدلفہ کی طرف سفر کریں۔ مزدلفہ پہنچتے ہی نماز مغرب وعشاء قصر کرتے ہوئے جمع کریں اور رات مزدلفہ میں بسر کریں۔

## دسواں دن:

مزدلفہ میں دعاؤں اور اذکار میں مشغول رہیں پھر حجاج کرام طلوعِ آفتاب سے قبل مزدلفہ سے منیٰ کی طرف تلبیہ کہتے ہوئے نکلیں مگر معذور افراد اور ان کے معاونین نصف رات کے وقت بھی نکل سکتے ہیں اور وہ حجرہ عقبہ کے پاس پہنچنے تک تسبیحات و اذکار میں مشغول

حج ماہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور بارہویں تاریخ کو ختم ہوتا ہے ایسے شخص کیلئے جو جلدی فارغ ہونا چاہتا ہو، اور جو لیٹ فارغ ہونا چاہے اس کے لیے تیرہویں تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔

## ایام حج کی مناسبت سے حج کے اعمال

### آٹھواں دن:

حجاج کرام۔ احرام پہننے سے قبل غسل کریں اور خوشبو لگائیں، اہل مکہ اور اردگرد کے مکین اپنے گھروں سے احرام پہنیں اور تلبیہ شروع کر دیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہا جائے لَبَّيْكَ حَجًّا..... (آخر تک اگر اس نے حج تمتع کرنا ہو)

### حالت احرام میں ممنوعہ کام

وہ اعمال جو احرام کی حالت میں جائز نہیں ہیں

①..... خوشبو لگانا ②..... شکار کرنا

③..... شکار کرنے پر (کسی قسم کا) تعاون کرنا

④..... مباشرت (یعنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا)

⑤..... مردوں کا سر کوڑھانپنا

⑥..... غیر محرموں کی عدم موجودگی میں عورت کا نقاب اوڑھنا۔

⑦..... مردوں کیلئے سلا ہوا لباس پہننا

⑧..... بالوں اور ناخنوں کا کاٹنا

فجر کی نماز کے بعد حجاج کرام، مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف نکلیں اور نماز ظہر وعصر قصر کریں البتہ جمع نہ کریں۔ اسی طرح نماز مغرب کی تین رکعات اور نماز عشاء کو بغیر جمع کرنے کے قصر کے ساتھ پڑھیں۔ اور منیٰ میں رات گزاریں اور نماز فجر مکمل ادا کریں۔

رہیں اور کسی بھی جگہ سے سات کنکریاں لے لیں۔

①.....جرمہ عقبہ کی رمی کریں

②.....قربانی کریں

③.....مردوں کیلئے اپنے بالوں کو منڈوانا یا کٹوانا (جبکہ سر کے بال منڈوانا افضل عمل ہے) مگر خواتین اپنے بالوں کو جمع کریں اور بالوں کے آخر سے انگلی کے ایک پورے کی مقدار کاٹ دیں۔

④.....اسکو تحلل اصغر کہتے ہیں سوائے عورتوں کے ہر چیز، جو احرام کی وجہ سے حرام تھی، حلال ہو جاتی ہے۔

⑤.....طواف افاضہ اور صفاء و مردہ کے درمیان سعی کریں، پھر عورتوں سمیت ہر چیز حلال ہو جاتی ہے جو حجاج کرام پر حالت احرام میں حرام تھی۔

⑥.....اگر اعمال مذکورہ میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

⑦.....منیٰ میں رات گزاریں۔

### گیارہواں دن:

تینوں جمرات کی رمی کریں (یعنی کنکریاں ماریں)

①.....چھوٹے جمرے کی رمی کرنے کے بعد حاجی اس کے پاس ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

②.....اسی طرح درمیانے جمرے کے پاس کرے۔

③.....جرمہ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے حاجی اس کے پاس نہیں رکے گا۔

تینوں جمرات میں سے ہر ایک کو سات کنکریاں ماری جائیں اور کنکری پھینکتے وقت اللہ اکبر کہا جائے۔

زوال الشمس یعنی سورج کے زائل ہونے کے بعد رمی کرنے کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آدھی رات تک جاری رہتا ہے۔

### بارہواں دن:

اس دن بھی حاجی وہ اعمال سرانجام دے گا جو اس نے سابقہ دن میں کیے تھے۔ اور وہ غروب آفتاب سے قبل منیٰ سے نکل جائے گا۔ اگر وہ

تیرہویں دن جمرات کی رمی نہیں کرنا چاہتا۔

پھر حاجی کے ذمہ صرف طواف وداع رہ جاتا ہے جب وہ اپنے ملک واپس پلٹنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ طواف وداع کرے۔

### ارکان حج:

ان ارکان حج میں سے کسی ایک کے ترک کرنے پر حج کیا داہنگی صحیح نہ ہوگی۔

①.....احرام پہننا

②.....عرفہ میں ٹھہرنا

③.....طواف افاضہ کرنا

④.....صفاء و مردہ کے درمیان سعی کرنا

### حج کے واجبات:

جن کے عداً چھوڑنے پر دم (خون، قربانی کرنا) لازم آتا ہے مگر حج کی اداہنگی صحیح رہتی ہے۔

①.....میقات سے احرام کا پہننا

②.....مغرب تک عرفہ میں وقوف کرنا

③.....قربانی کی رات، مزدلفہ میں بسر کرنا

④.....تشریق کی راتیں منیٰ میں بسر کرنا

⑤.....ترتیب سے جمرات کی رمی کرنا

⑥.....سر منڈوانا یا بال کٹوانا، (کترانا)

⑦.....ماسوائے حائض اور نفساء خواتین کے طواف وداع کرنا۔

واللہ اعلم بالصواب۔ الحظاء منی والصواب من اللہ۔

\*\*\*\*\*

### عید الاضحیٰ مبارک

ادارہ الاعتصام اپنے معزز قارئین کی خدمت میں عید الاضحیٰ ۱۴۳۰ھ کے مبارک موقع پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ

[ادارہ]



# قربانی کی اہمیت

عبدالرشید عراقی

فرزند (عطا فرما۔ تو ہم نے ایک نیک بردبار لڑکے (اسماعیل کے پیدا ہونے) کی خوشخبری دی۔ پھر جب لڑکا (جوان ہوا اور) ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگا۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ بیٹا میں خواب (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ (پس تم بھی اپنی جگہ سوچو) کہ تمہاری کیا رائے ہے (بیٹے نے کہا) ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے (بے تامل) اسکی تعمیل کیجئے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر (ہی) پائیں گے۔ پھر جب دونوں (باپ بیٹے) تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور باپ نے (حلال کرنے کے لئے) بیٹے کو ماتھے کے بل چھڑا (تو ہم کو ان کی فرمانبرداری نہایت ہی پسند آئی) تو ہم نے ابراہیم سے پکار کر کہا کہ ابراہیم کہ تم نے (اپنے) خواب کو سچ کر دکھایا۔ (اب) ہم تم کو بڑے مراتب دیں گے (اور) نیک لوگوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی۔ اور ہم نے بڑی قربانی اسماعیل کا فدیہ دیا۔ اور ابراہیم کے بعد آنے والی امتوں میں اُن کا ذکر خیر باقی رکھا۔

[الصافات: ۱۰۸ تا ۹۹ (نذیر احمد)]

قربانی بہت بڑا عمل ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔ کہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور علمائے اسلام نے اس کو سنت موکدہ قرار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ (دس) سال تک مدینہ میں قیام فرما رہے۔ اور آپ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس کا ترک ثابت نہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو شخص استطاعت کے باوجود

جب سے حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اُس کی رضا کے لیے قربانی کرنا مشروع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس واقعہ قربانی کو بیان فرمایا ہے۔

اے پیغمبران لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے واقعی حالات پڑھ کر سناؤ کہ جب دونوں نے (خدا کی جناب میں) نیاز چڑھائی کہ اُن میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قبول ہوئی۔ اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قبول نہ ہوئی۔ تو (قابیل) مارے حسد کے بھائی سے) لگا کہنے کہ میں ضرور تجھے قتل کر کے رہوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی (نیازیں) قبول کرتا ہے۔ اگر میرے قتل کرنے کے ارادے سے تو مجھ پر اپنا ہاتھ چلائے گا۔ تو بھی میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ چلانے والا نہیں۔ کیونکہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

[المائدہ: ۲۷-۲۸ نذیر احمد]

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ بڑھاپے میں ملنے والے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تیار ہوئے۔ اور سعادت مند بیٹا بھی ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ میں نے اپنے پروردگار کی (راہ میں کسی) طرف (کو) چلا جاتا ہوں۔ وہ مجھے کسی اچھے ٹھکانے لگا دے گا (اور ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا مانگی کہ) اے میرے پروردگار مجھے نیک روحوں میں سے (ایک نیک روح بطور

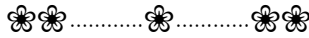
قربانی کیا کرتے تھے۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ آپ دو مینڈھے قربانی کیوں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی۔ کہ جب تک آپ زندہ رہیں آپ اپنی اور میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ جس قربانی میں فوت شدہ لوگوں کو شریک کیا جائے۔ اس کا گوشت قربانی کرنے والے خود بھی کھائیں۔ مساکین کو بھی کھلائیں۔ خود نہ کھانے کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

قربانی کے چار دن ہیں عید کا دن اور تین دن بعد کے یعنی ذی الحجہ کی (۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) تاریخ۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ قربانی کا وقت یوم تہ (۱۰ ذی الحجہ) سے شروع ہو کر ایام تشریق کے آخری دن (۱۳ ذی الحجہ) تک ہے۔

[تفسیر ابن کثیر ۱/۲۳۵]

قربانی کی کھالیں صدقہ و خیرات کر دینی چاہیں۔ اس کا فروخت کرنا، اور اس کی قیمت اپنے استعمال میں لانا ناجائز ہے۔ غربا، مساکین، یتامیٰ اور دینی مدارس کے طلباء اس کا بہترین مصرف ہیں۔



### اعلان تعطیلات

عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر دفتر ہفت روزہ ”الاعتصام“ اور مولانا عطاء اللہ حنیف لاہوری بسلسلہ تعطیلات مورخہ ۲۸ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۰۹ء بند رہیں گے۔ نیز شمارہ نمبر ۲۸ مورخہ ۴ دسمبر کے بجائے مورخہ ۱۱ دسمبر کو اشاعت پذیر ہوگا۔ ان شاء اللہ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں۔

[ادارہ]

قربانی نہیں کرتا۔ اس کو چاہیے کہ وہ عید گاہ میں نماز عید پڑھنے کے لئے نہ آئے۔

قربانی کا جانور موٹا تازہ ہونا چاہیے۔ اور اس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہونا چاہیے۔ لنگڑا، کانا، بیمار، کوئی اعضا کٹا ہوا، یعنی سگ ٹوٹا ہوا ہو، کان میں سوراخ ہو، ایسے عیوب والا جانور قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث سے آٹھ قسم کے جانوروں کی قربانی دینا ثابت ہے۔ اونٹ، اونٹنی، بیل، گائے، بکرا، بکری، مینڈھا، بھیر، دنبہ، بھیر، بکری کی قسم سے ہے۔ اس لئے اس کا حکم بکری کا حکم ہے۔ بیل، گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ فوت شدہ کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے سیٹلوں والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا۔ جس کے ہاتھ پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تاکہ آپ اس کی قربانی کریں پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے عائشہؓ چھری لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

اس کو پتھر پر تیز کرو۔ انہوں (حضرت عائشہؓ) نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ ﷺ نے چھری کو تھاما۔ اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے اے اللہ محمد ﷺ آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔ پھر آپ نے جانور کو ذبح فرمایا۔

[صحیح مسلم۔ کتاب الاضاحی]

آنحضرت ﷺ نے یہ قربانی مدینہ منورہ میں کی۔ اور اس سے پیشتر آپ کی آل اور امت محمدیہ میں سے بہت سے لوگ فوت ہو چکے تھے۔ آپ نے ان سب کو قربانی میں شامل فرمایا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مال دو مینڈھے



# قربانی کے احکام و مسائل (قرآن و سنت کی روشنی)

عبدالرحیم بلتستانی

## قربانی کی مشروعیت اور بعض احکامات:

اللہ تعالیٰ نے قربانی کو مشروع کیا ہے۔  
اس کے دلائل۔

1- فصل لربك وانحر۔ (الکوثر 2)۔

پس تو اپنے رب کیلئے نماز پڑھا اور قربانی کر۔

اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ امر استعمال کیا ہے۔ تو امر و وجوب فرضیت کے لئے آتا ہے۔ اس وجہ سے کسی شرعی عذر کے بغیر یہ فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔

حافظ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (وانحر) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قربانی کے دن جانور ذبح کرنا۔ یہ قول ابن عباسؓ، امام عطاءؒ، امام مجاہدؒ اور جمہور علمائے امت کا ہے۔

[زاد المعاد ۹/۲۴۹]

2- قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب

العالمین۔ (الانعام ۱۶۳)

کہہ دیجئے بیشک میری نماز میری قربانی، میرا جینا میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

”نسکی“ سے مراد قربانی ہے مزید تفصیل کے لئے (زاد المسیر فی علم التفسیر ۱۶۱/۳ دیکھئے)

3- والبدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر

(الحج ۳۶)

اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشانات مقرر کر دیے ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔

یہ قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ مکروہ سمجھا جائے گا جو طاعت

رکھنے کے باوجود تو اس سنت ابراہیمیؑ کو چھوڑ دے گا۔

من وجد سعة فلم یضح فلا یقرین مصلانا۔

[سنن ابن ماجہ رقم ۳۱۲۳، احمد ۲/۳۲۱]

جس کے پاس وسعت، طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والوں کیلئے انمول تحفہ:

شریعت اسلامیہ نے کسی انسان کو مایوس نہیں کیا بلکہ اگر کوئی شخص قربانی کی استطاعت نہیں بھی رکھتا تو آپ نے اس کو قربانی کے ثواب کے لیے ایک نئی راہ نکالی جسکی وجہ سے ہر انسان جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا وہ بھی اس ثواب کو حاصل کر سکتا ہے اور وہ ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت بیوم الاضحی

عیداجعلہ اللہ لہذہ الامۃ، قال الرجل ارایت ان لم اجد

الامنیحة انشی افاضحی بہا؟ قال: لا، ولكن تاخذ من

شعرك واطفارك وتقص شاربک وتحلق عانتک

فتلك تمام اضحیتک عند اللہ۔

”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی

اکرمؐ نے فرمایا مجھے یوم الاضحیٰ کو عید کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ

تعالیٰ نے اس امت کیلئے مقرر فرمایا ہے ایک آدمی نے عرض کیا

آپ مجھے بتلائیں کہ اگر میں قربانی کے لیے مونٹ دودھ دینے

والی بکری کے سوانہ پاؤں تو کیا اسکی قربانی کروں؟ آپؐ نے

فرمایا: نہیں، لیکن تم اپنے بال اور ناخن فراش لینا اور اپنی مونچھیں

کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تیری مکمل

③..... بھیڑ

④..... بکری۔ [فتح القدیر ۳/۲۵۱ تفسیر ابن کثیر ۱۰۰/۳]

### نیت خالص ہونی چاہیے۔

لن ينال الله لحومها ولادمانها ولكن ينال التقوى منكم

(الحج ۲۲)

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ خون بلکہ اسے تو صرف تمہارے دل کی پرہیزگاری و تقویٰ پہنچتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم۔ (مسلم رقم ۲۵۶۳) کتاب البر والصلة والآداب۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دل اور اعمال کی طرف دیکھتے ہیں۔

اس لیے نیت خالص صرف اور صرف رضائے الہی کی خاطر کام کرنے چاہئیں۔

### قربانی کے ممنوع جانور:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اربعة لاتجوز في الاضحية العوراء البين عورها

والمریضة البین مرضها، والعرجاء البین ضلعاء

والعجفاء النسی لاتنقیی (ابوداؤد رقم ۲۸۲) کتاب

الضحایا باب ما بکره من الضحایا۔ ترمذی ۱۴۹۷۔

چار قربانی کے جانور جائز نہیں۔ واضح طور پر آنکھ خراب ہو، ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، ایسا کمزور جانور جسکی ہڈی گودانہ ہو۔

### ذبح کرنے کا وقت:

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا وقت عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

اس کی دلیل

قربانی ہو جائے گی۔“ (ابوداؤد رقم: ۲۷۸۹ کتاب الضحایا باب ماجاء فی ایجاب الاضحية مستدرکاً ۶/۲۲۳)

### آپ ﷺ کا عمل:

حضرت انسؓ سے مروی ہے:

ضحی النبی بکبشین أملحين أقرنین ذبحهما بیده وسمی کبر۔

[بخاری ۵۵۶۵ کتاب الاضحية باب التکبیر عند الذبائح]

نبی ﷺ نے دو سینگوں والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا۔

اس حدیث میں چند مسائل:

①..... انسان کو خود اپنی قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہیے۔

②..... ذبح کرتے وقت اللہ کا نام اور تکبیریں پڑھنی چاہیں۔

③..... دو جانوریں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کر سکتے ہیں۔

### کوئی قربانی مقبول ہے؟

①..... شریعت اسلام نے ایسے جانور ذبح کرنے کا حکم دیا ہے

جن پر ”بھیمة الانعام“ کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔

”بھیمة الانعام“ یہ ہیں۔

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری۔

اس کی دلیل

ليذكر واسو الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام

(الحج ۳۴)

تاکہ ان چوپاؤں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے دے دیئے ہیں۔

”بھیمة“: ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کی چار ٹانگیں ہوں۔

اور ”انعام“ چار قسمیں نر اور مادہ ہیں۔ [المعجم الوسید ۷/۷۴]

①..... اونٹ

②..... گائے

سو تم ان کے گوشت سے خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی کھلاؤ۔  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فكلوا منها واطعموا القانع والمعتر  
پس ان کے گوشت سے خود بھی کھاؤ اور فقیروں (سوال کرنے والے  
اور سوال نہ کرنے والے فقیروں ان سب کو بھی قربانی کا گوشت کھلاؤ۔  
بعض علماء کا موقف ہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا بہترین  
طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے بنائیں۔ ایک حصہ خود  
کھائے اور دوسرے اپنے عزیز واقارب وغیرہ کو کھلا دیا جائے۔ اور تیسرا  
حصہ غرباء مساکین میں تقسیم کر دیا جائے امام احمد بھی اس کے قائل ہیں۔  
حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:

قال الضحيا والهديا ثلث لك وثلث لاهلك وثلث  
للمساكين۔

کہ قربانی کا پہلا حصہ تمہارے لئے ہے اور دوسرا حصہ تمہارے  
گھر کیلئے اور تیسرا حصہ مساکین کیلئے۔

المغنی لابن قدامہ ،

قربانی کے جانور کے گوشت سے قصائی کو اجرت بھی نہیں دی  
جائے گی۔

صحیح مسلم کے اندر حضرت علیؓ سے روایت موجود ہے کہ رسول اللہ  
نے فرمایا:

وان لا اعطى الجزاء منها - (مسلم ۱۳۱۷ کتاب الحج

باب الصدقة ) بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها وان

لا يعطى الجزاء منها شيئا ..... الخ بخاری

رحم، ۱۷۱۶)

قربانی کرنے والا کن امور سے اجتناب کرے:

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ ذوالحجہ کا مہینہ داخل  
ہو جائے یعنی چاند نظر آئے تو اس کے اوپر چند چیزیں حرام ہو جاتی ہیں  
یعنی کہ وہ بال اور ناخن نہ کاٹے نہ ہی سے کوئی چیز کاٹے۔  
تو یہ معاملہ اس وقت تک ہے جب تک وہ قربانی کا جانور ذبح نہ  
کر لے۔

من ذبح قبل الصلوة فانما يذبح لنفسه ومن ذبح  
بعد الصلوة فقد تم نسكه واصاب سنة المسلمين۔

[بخاری کتاب الاضحیٰ باب قول النبی لابی بردہ رقم ۵۵۵۶]

جس شخص نے قربانی کا جانور ذبح کیا نماز عید سے پہلے بیشک اس  
نے صرف اپنے کھانے کیلئے جانور ذبح کیا ہے۔ اور جس نے نماز عید  
کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا تحقیق اس کی قربانی مکمل ہو گئی اور اس نے  
مسلمانوں کی سنت کو پالیا ہے۔

اور مسنون بھی یہی ہے کہ انسان قربانی کا جانور اچھی حالت میں  
ہو۔ یعنی موٹا تازہ ہو۔ پھر اپنے ہاتھ کے ساتھ قربانی کا جانور ذبح  
کریں۔ اور ذبح کرتے وقت

بسم الله، الله اكبر، اللهم عن فلان۔

اے اللہ فلاں کی طرف سے (اپنے آپ کو یا جس کو وصیت کی  
ہے اس کا نام لے لے۔

کیونکہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا

بسم الله والله اكبر اللهم هذا عني ومن لم يضح من

امتي (تخریج الحدیث ابو داؤد رقم ۲۸۱۰ کتاب

الضحایا باب فی الشاة یضحی بها جماعة ترمذی

رقم: ۱۵۲۱ مستدرک حاکم ۲۲۹۹م)

اے اللہ یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت میں ان  
افراد کا جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

فوائد الحدیث:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک بکری گھر کے تمام افراد کی  
کفایت کرے گی۔

قربانی کا گوشت تقسیم کرنا:

قربانی کرنے والوں کیلئے مسنون ہے کہ وہ قربانی کا گوشت  
کھائیں اور اپنے عزیز واقارب اور پڑوسیوں کو ہدیہ دے اور اس قربانی  
کے گوشت سے مسکینوں اور فقراء کے درمیان صدقہ کریں اللہ تعالیٰ نے  
ارشاد فرمایا:

فكلوا منها واطعموا البانس الفقير (الحج ۲۸)

مجبوری ہے اس طرح کے اگر کوئی بال یا ناخن وغیرہ کاٹ لے تو شرعی لحاظ سے کوئی حرج نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب وعلمی ناقص وعلم اللہ اکبر  
واتم۔

### عید الاضحیٰ المبارک کے احکام:

اے میرے مسلمان بھائی میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ تو اس عظمت والے دن کو تیرے نصیبوں میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں اضافہ فرمائیں تاکہ تو اس عظمت اور بابرکت و عظمت والے دن اور مہینہ میں تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کیلئے اپنے نفس سے ایسے اعمال اور اقوال و افعال کریں۔ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہو جائے۔ عید المبارک اس امت کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دین اسلام نشر و اشاعت خبر رسائی ہوئی ہے اور یہی خبر (عید المبارک) اسلام کی نشانیوں میں سے ہے پس تم پر لازم ہے کہ تو خواب اہتمام کریں تو اس کی عظمت کریں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو بھی سنت رسول اللہ سے جو بھی منقول ہے ان سب کو عمل کرنے کی کوشش کریں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ذلک ومن یعظم شعائر اللہ ..... (النجم ۳۲)

یہ جو اللہ کی نشانیوں کی عزت و حرمت کرے تو اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

① التکبیر: ۹ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ ایام التشریق کے دنوں میں تکبیریں کہنا مشروع ہے دلیل:  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذکر اللہ فی ایام معدودات البقرة ۲۰۳

تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اس گنتی شدہ چند دنوں میں

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے ایام معدودات (گنتی شدہ دنوں) سے مراد ایام التشریق۔ بخاری رقم ۹۶۹۹ ایام التشریق ۹ ذوالحجہ سے لیکر ۱۳ ذوالحجہ کے شام تک کو کہتے ہیں۔

اس کی دلیل:

عن ام سلمة ان النبی قال: ”اذا دخلت العشر واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعره وأظفاره“

رواہ احمد و مسلم، وفی لفظ ”فلا یمس من شعره وہ بشره شیاء حتی یضحی“ رقم ۳۶۵۵ کتاب الأضاحی باب فہی من دخل ..... الخ مسند احمد (۲۸۹۶ بیہقی ۲۶۶۹)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ذوالحجہ کا مہینہ داخل ہو جائے تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو پس وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے اجتناب کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نہ چھوئے اپنے بال سے نہ اس کے جسم کے کسی اور حصہ کو بھی نہ چھوئے جب تک وہ قربانی نہ کرے۔

مطلب یہ ہوا کہ وہ شخص قربانی کرنے سے پہلے نہ سر کے بال کاٹے اور نہ جسم کے کسی حصہ سے بال کاٹے۔

### اگر کسی انسان نے قربانی کرنے کی نیت کی ہے:

ذوالحجہ کے دس دنوں کے درمیان یعنی ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد کر لے تو وہ شخص جب سے اس نے نیت کی تو اس وقت سے دنیاوی کاموں پر پرہیز کرے۔ نیت سے پہلے اگر کوئی شخص بال، ناخن وغیرہ کاٹے تو اس کو گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس شخص نے قربانی کرنے کی نیت بعد میں کی ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اگر اس نے کوئی بال یا ناخن وغیرہ کاٹ لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار نہ کرے گا اور نہ اس کا کفارہ ہے اور نہ ہی اس قربانی کو دوبارہ لوٹایا جائے گا۔ اور نہ ہی اس کو قربانی کرنے سے روکا جائے گا۔ اگر کوئی انسان بھول کر یا جاہل (جس کو کوئی علم نہ ہو) یا ارادہ کے بغیر اس سے کوئی ناخن ٹوٹ جائے یا کوئی بال اکھڑ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

یعنی پھوڑا پھنسی لگا ہو تو وہاں سے بال کاٹ لیا جائے گا کیونکہ

[مسند احمد ۴/۴۱۴۱ بوداؤد مع عون ۱۱/۲۳۰۰ الداری ۲/۲۷۹۲]

### 3- عید گاہ کی طرف نکلتا:

اگر آسانی ہو تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ عید گاہ کی طرف پیدل نکلیں اور سنت نبوی بھی یہی ہے۔ دلیل

كان النبي يخرج يوم الفطر والاضحى الى المصلى  
صحيح بخاری كتاب الجمعة باب الخروج الى  
المصلى بغیر منبر [رقم ۹۵۶ صحيح مسلم رقم  
الحديث ۸۸۹]

نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف نکلتے تھے  
اگر مجبوری ہو یعنی بارش وغیرہ آنے کی صورت میں تو عید کی نماز مسجد  
میں ادا کی جائے اور آپ کا ہی عمل ہے۔

### 4- مسلمان کے ساتھ نماز ادا کرنا:

اور خطبہ کو سننا بیشک تمام محققین کرام کا موقف ہے کہ مسلمانوں  
کے ساتھ نماز اور دعا میں میں شریک ہونا واجب ہے۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام  
ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف کہ عید کی نماز واجب اس کی دلیل اللہ تعالیٰ  
کا فرمان ہے:

فصل لِرَبِّكَ وَاَنْحَرِ۔ (الکوثر ۳)

پس تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کر۔

یہ فرضیت کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتی مگر شرعی عذر کے بغیر حتیٰ کہ  
حیض والی عورتیں بھی عید گاہ میں شامل ہو کر مسلمانوں کے ساتھ حاضر  
ہونا فرض ہے۔ دلیل حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
نے حکم دیا ہے یہ کہ ہم نکالیں جو ان لڑکیوں کو اور حائض والی عورتوں کو  
تا کہ وہ بھی عید گاہ میں مسلمانوں کے ساتھ امور خیر اور دعاؤں میں شریک  
ہو جائیں البتہ حائض والی عورتیں عید گاہ سے الگ رہیں یعنی عید نماز ادا نہ  
کریں۔ [صحيح الحديث رقم الحديث ۹۸۱ كتاب الجمعة]

### 5- راستہ تبدیل کرنا مستحب ہے:

عید گاہ جاتے وقت جس رستے سے جائے واپسی پر دوسرے  
رستے سے واپس آئے کیونکہ یہ آپ کا عمل ہے۔

مسنون ہے کہ انسان بلند آواز میں مساجد بازاروں، گھروں میں اللہ  
تعالیٰ کی کبریائی تسبیح (سبحان اللہ) (الحمد للہ) تحلیل (لا الہ الا اللہ) کریں اور  
نمازوں کے بعد بھی اعلانیہ بلند آواز سے تکبیریں اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے  
ہوئے اور اس کی بندگی (عبادت) اور شکر یہ ادا کرتے ہوئے۔

مسنون تکبیرات کے الفاظ حضرت عباسؓ سے مروی اللہ اکبر

مصنف ابن ابی شیبہ ۴۸۸

حضرت سلیمان سے مروی ہے میں یہ الفاظ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر سنن الکبریٰ بیہقی ۳/۳۱۶

### 2 غسل کرنا:

عمدہ لباس پہننا رسول اللہ خود کا عمل ہے کہ

ان النبي كان يلبس برد حبرة في كل عيد۔

[مجمع الزوائد ۲/۱۹۸]

نبی ہر عید کے دن دھاری دار چادریں پہنا کرتے ہیں۔

فضول خرچی اور کنجوسی کے بغیر عید کے دن اچھا کپڑا پہننا چاہیے۔

### عید کے دن غسل کرنا:

عید کے دن غسل کر کے اچھے کپڑے پہن کر اور اگر مرد ہو تو خوشبو  
لگا کر گھر سے نکلتا چاہیے اور عید کے دن داڑھی بھی نہ کاٹی جائے کیونکہ اللہ  
تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ دوسرے دنوں میں بھی نہیں کاٹنا چاہیے عید کے  
دن بالخصوص اگر عورت ہو تو عورتوں کو چاہیے کہ وہ عید گاہ کی طرف نکلتے  
وقت زیب و زینت اور ایسی خوشبو جس کی بوتیز ہو وہ بھی نہ لگائے کیونکہ  
نبی ﷺ نے عورتوں کے لیے رنگ والا خوشبو پسند فرمایا ہے جس کا رنگ  
زیادہ بولم ہو۔

[جامع ترمذی رقم: ۲۷۸۷ کتاب الادب باب ما جاء في طيب الرجال والنساء]

تو ان چیزوں کے بغیر عید گاہ جانا چاہیے اور مقصد عید گاہ پر جانے کا

یہ ہوا اللہ کی رضا اور فرمانبرداری اور نماز کیلئے ہونا چاہیے۔

اور جو عورت بھی زیب و زینت اور خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے  
سے گزرتی ہے بے پردگی کے ساتھ تو یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے آپؐ نے  
فرمایا ایسی عورت زانیہ ہے۔

## 6- عید کے دن مبارک باد دینا:

عید المبارک کے دن اپنے مسلمان بھائیوں سے ملنے وقت مبارکباد دینا چاہیے رسول اللہ سے فیض یاب ہونے والے صحابہ اکرام جب ایک دوسرے کو ملتے عید کے دن تو کہتے تھے:

تقبل الله منا ومنك - [فتح الباری ۴۴۶۲]

## 7- قربانی کے جانور ذبح کرنا:

قربانی کے جانور نماز عید کے بعد ذبح کرنا چاہیے کیونکہ آپ نے فرمایا (من ذبح قبل ان یعلی الخ سلسلہ الصحیۃ ۲۴۷۶) جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا تو وہ اس کی جگہ پر ایک اور قربانی کا جانور ذبح کریں اور جس نے قربانی کا جانور نماز عید سے پہلے نہیں ذبح کیا وہ ابھی ذبح کریں۔ یعنی نماز کے بعد۔

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے چار دن ہیں یوم النحر قربانی کا دن اور اسکے بعد تین دن ایام التشریق آپ سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا ہر تشریق کے دن قربانی جائز ہے۔ [سلسلۃ الصحیحہ رقم: ۲۴۷۶]

## 8- اپنے آپ کو بچائیں:

اے مسلمان بھائیو! اپنے آپ کو بچائیں ایسی غلطیوں سے جو اکثر لوگوں کے اندر یہ غلطیاں کوتاہیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

## 1- اجتماعی تکبیرات:

ایک ہی آواز کے ساتھ تکبیریں بلند کرنا ایک آدمی تکبیر پڑھے اور بعد میں سب لوگ مل کر اس کے ساتھ پڑھیں یہ ایسے کام ہیں جو بدعت کہلاتے ہیں۔ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ دین اسلام میں اپنی طرف سے کوئی داخل کرنا نیکی سمجھ کر اور نبی ﷺ کو اللہ نے ارشاد فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم کے تحت اللہ نے چودہ سو صدیوں پہلے اس دین مکمل کامل بنایا۔ بعد میں آنے والے لوگ خود بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے کوئی چیز دین میں داخل کرتے ہیں۔

## 2 عید کے دن میں کھیل کود کرنا:

اللہ کی حرام کردہ چیزوں کے ساتھ جیسے کہ گانا وغیرہ سننا فلم دُش

وغیرہ دیکھنا۔

اور غیر محرم عورتوں کے ساتھ مردوں جیسا میل جول ہونا اور اس جیسی دوسری منکرات چیزیں وغیرہ۔

## 3- بال وغیرہ کا ثنا:

بال وغیرہ کا ثنائیا ناخن وغیرہ تراشنا، ایسی چیزوں سے نبی کریم نے قربانی سے پہلے منع فرمایا ہے۔

## 4- فضول خرچی:

فضول خرچی کرنا اور زیادتی کرنا اس چیز میں جو نہ ہی نفع مند ہو اور نہ ہی فائدہ مند ہو۔ اللہ کا فرمان ہے۔

ولا تسرفوا انه لا یحب المسر فین۔

تم اسراف و فضول خرچی زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان المبذرين کانوا اخوان الشیطین . [الاسراء]

کہ تم فضول خرچی نہ کرو کیونکہ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

## خاتمہ:

آپ سے گزارش ہے کہ آپ نیکی اور اچھائی کے کاموں میں حرص کریں اور رشتہ داری کو جوڑیں اور ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آئیں۔ اپنے دلوں کو حسد اور بغض سے پاک کریں۔ فقراء و مساکین اور یتیموں پر رحم کرتے ہوئے ان کی مدد کریں اور ان کو اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس طرح بنا دے جس طرح وہ پسند کرتا ہے اور ہمیں اپنے دین کی سمجھ سے نوازے۔ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دے جو نیکی اور اچھائی کے کام کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور ہمیں اپنے اعمال خالصۃً لوجہ اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔



## چاردن قربانی کرنے کا جواز

ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاہ (ایسوسی ایٹ پروفیسر جی یونیورسٹی فیصل آباد)

”ان پانچ مذاہب میں زیادہ رائج پہلا مذہب ہے۔“  
اس کا سبب اس میں مذکورہ وہ احادیث ہیں جو ایک دوسری کو قوی اور مضبوط بناتی ہیں۔ مذکورہ اقوال کے علاوہ بھی کچھ اور اقوال ملتے ہیں۔ امام شوکانی نے جن احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے، ان پر بحث سے قطع نظر زیر بحث موضوع کی طرف دیکھتے ہیں۔  
ایک جماعتی دوست نے مولانا حافظ زبیر علی زئی صاحب کا اپنا جاری کردہ ماہ نامہ ”الحدیث“، حضورؐ کا شمارہ نمبر ۴۴ ماہ جنوری ۲۰۰۸ء لا کر پیش کیا، موصوف کا یہ موقف پڑھ کر ”قربانی کے تین دن ہیں“ تعجب ہوا، کیوں کہ چوتھے دن کی قربانی کے عدم جواز کا موقف امام ابوحنیفہ کے مقلدین کا تو ہو سکتا ہے، کسی محقق اہل حدیث کا نہیں۔ تعجب اس لیے بھی ہوا کہ موصوف نے ”الحدیث“ کے اسی شمارہ صفحہ ۱۱ پر تسلیم کیا ہے کہ نبی ﷺ سے صراحتاً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آثار میں اختلاف ہے۔ موصوف کی مندرجہ بالا تحریر پڑھ کر مزید تعجب ہوا کہ جب نبی ﷺ سے صراحتاً کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آثار میں بھی اختلاف ہے تو موصوف کو اہل حدیث کے متفق علیہ مسلک ”قربانی کے چار دن ہیں“ کو غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ اس میں انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

حافظ زبیر علی زئی صاحب کا دعویٰ ہے کہ ”قربانی کے تین دن ہیں“ اور اپنے اس دعویٰ پر انہوں نے پہلی دلیل یہ پیش کی ہے کہ ”قربانی تین دن ہے، والا قول ہی رائج ہے۔“ [حافظ زبیر علی زئی: ماہنامہ ”الحدیث“، حضورؐ بابت جنوری ۲۰۰۸ء شمارہ نمبر ۴۴ ص ۱۱ (مقالہ توضیح الاحکام از حافظ زبیر علی زئی)]

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے پہل تین سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا، پھر تین دن سے زائد گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس سلسلے میں امام

ایام قربانی کے بارے میں صحابہ کرام، ان کے اتباع اور ائمہ مجتہدین کے مختلف اقوال اور مختلف خیالات ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) ایام قربانی عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن ہیں:  
اس کے قائل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی مذہب اہل بصرہ کے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا، اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا، اہل شام کے امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کا، فقہائے اہل حدیث کے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اور ابن منذر نے بھی اسے پسند کیا ہے۔ اسی مذہب کے قائل جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز، اہل شام کے فقیہ سلیمان بن موسیٰ اسدی، مکحول اور داؤد ظاہری وغیرہم ہیں۔

(۲) عید الاضحیٰ اور اس کے بعد دو دن قربانی جائز ہے:  
اس کے قائل ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل ہیں۔ اور یہی (بات) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

(۳) شہر والوں کے لیے صرف عید الاضحیٰ کا دن اور دیہاتیوں کے لیے عید الاضحیٰ کا دن اور ایام تشریق قربانی کا وقت ہے۔ اس کے قائل سعید بن جبیر اور جابر بن زید ہیں۔

(۴) قربانی کا وقت صرف عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ اس کے قائل محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۵) قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ ذوالحجہ کے پورے ماہ میں قربانی کرنا جائز ہے۔ [نیل الاوطار: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص ۱۴۲/۵]

امام شوکانی ان پانچ مذاہب کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فهذه خمسة مذاهب ارجحها المذاهب الاول

ابعضاً. [الشوکانی: نیل الاوطار: ص ۱۴۲/۵]

ترمذی درج ذیل حدیث لائے ہیں:

عن سليمان بن بريدة عن ابيه قال: قال رسول الله ﷺ ((كنت نهيتكم عن لحوم الاضاحى فوق ثلاث لتسع ذوالطول على من لا طول له، فكلوا ما بادلکم واطعموا وادخروا))..... قال ابو عيسى حديث بريدة حديث حسن صحيح والعمل هذا عند اهل العمل من اصحاب النبی ﷺ وغيرهم. [الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ: جامع الترمذی، ابواب الاضاحی، باب فی الرخصة فی اكلها بعد ثلاث، رقم الحديث: ۱۵۱۰]

”سليمان بن بريدة رضى الله عنه اپنے باپ (بریدہ) سے روایت کرتے ہیں، بریدہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں تین دن سے زائد قربانیوں کے گوشت (کھانے) سے منع کیا تھا، تاکہ مالدار لوگ، غریبوں کے لیے کشتادگی پیدا کریں۔ پس اب تم جو چاہو کھاؤ اور جمع کرو۔“ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بریدہ رضى الله عنه کی (روایت کی ہوئی) حدیث حسن صحیح ہے اور نبی ﷺ کے اہل صحابہ کرام وغیرہم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔

اس حدیث سے اچھی طرح واضح ہوا کہ تین دن سے زائد قربانیوں کے گوشت کھانے، اور ذخیرہ کرنے سے منع کرنا، منسوخ ہو گیا اور اسے حافظ زبیر علی زئی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے، آپ لکھتے ہیں: ”نبی کریم ﷺ نے ابتداء میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔“

[مرجع سابق]

اب غور فرمائیے! کیا کوئی صاحب علم کسی منسوخ حدیث کو بطور دلیل پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، لیکن موصوف کو دیکھیے کہ آپ اسی منسوخ حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ممانعت اس کی دلیل ہے کہ ”قربانی تین دن ہے“ والا قول ہی رائج ہے ان کا یہ دعویٰ بلا دلیل شرعی ہے اور خلاف عقل ہے، کیوں کہ تین

دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ قربانی صرف تین دن ہی ہو سکتی ہے۔

**جواب دعویٰ:**

اس دعویٰ کا جواب سات سو سال پہلے اہل حدیث کے سرخیل علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (م ۷۵۱ھ) دے چکے ہیں، آپ لکھتے ہیں: اما نهيه عن ادخار لحوم الاضاحى فوق ثلاث فلا يدل على ان ايام الذبح ثلاثة فقط، لان الحديث دليل على نهى الذبح ان يدخر شيئا فوق ثلاثة ايام من يوم ذبيحه، فلو ادر الذبح الى اليوم الثالث، لجاز له الادخار وقت النهى ما بينه وبين ثلاثة ايام، والذين حدوده بالثلاث، فهموا من نهيه عن الادخار فوق ثلاث ان اولها من يوم النحر، فقالوا وغيره جائز ان يكون الذبح مشروعاً في وقت يحرم فيه الاكل، قالوا ثم نسخ تحريم الاكل فبقى وقت الذبح بحاله. [زاد المعاد في هدى خير العباد

(تحقيق: شعيب الارنؤوط، عبدالقادر الارنؤوط)]

”رسول اللہ ﷺ کا تین دن سے زائد قربانیوں کے گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کرنا اس چیز کی دلیل نہیں بنتا کہ قربانی ذبح کرنے کے صرف تین دن ہیں، کیوں کہ یہ حدیث قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی ذبح کرنے کے آغاز سے تین دن سے زائد گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا اگر قربانی کرنے والا تیسرے دن تک قربانی ذبح کرنا مؤخر کر دے، تو اس کے لیے تیسرے دن کے بعد کے تین دنوں تک ممانعت کے وقت میں گوشت ذخیرہ کرنا جائز ٹھہرے گا۔ جن لوگوں نے قربانی کرنا تین دنوں میں محدود کیا، انہوں نے تین دن سے زائد گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت سے ”یوم الآخر“ کو ذبح کا پہلا دن سمجھا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ جس وقت میں قربانی کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اس (وقت) میں ذبح کا مشروع ہونا جائز نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے پھر (تین دن



کے آخری حصہ میں ذبح کرے تو اس کے لیے حدیث کے متقضا کے مطابق یوم نحر کے بعد تین دن گوشت ذخیرہ کرنا جائز ٹھہرے گا۔“

**فائدہ:**

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے جواب سے ثابت ہوا کہ چوتھے دن کی قربانی کے جواز کے مخالفین نے چونکہ ”قربانی کے تین دن“ کو تین دن سے زائد گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت پر قیاس کیا ہے، اس لیے اگر کوئی شخص یوم نحر سے اگلے دن قربانی کرتا ہے تو اس کے لیے گوشت ذخیرہ کرنے کے جواز کے تین دن: دوسرا، تیسرا اور چوتھا دن بنتے ہیں۔ اور اگر وہ تیسرے دن قربانی کرتا ہے تو اس کے لیے گوشت ذخیرہ کرنے کے جواز کے تین دن: تیسرا، چوتھا اور پانچواں دن بنتے ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ مخالفین کے ہاں اس قیاسی صورت میں قربانی کے تین دن، اسی صورت میں بنیں گے کہ اگر یوم نحر کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنا ممنوع ہو، جب کہ شریعت میں ایسا نہیں ہے۔ لہذا ان کے ہاں یوم نحر کے بعد دوسرے دن ذبح کرنے سے (دس ذوالحجہ سمیت) جواز کے چار دن بن جاتے ہیں اور تیسرے دن ذبح کرنے سے (دس، گیارہ ذوالحجہ سمیت) گوشت ذخیرہ کرنے کے جواز کے پانچ دن بن جاتے ہیں۔ اس لیے بقول اب قیم رحمہ اللہ ان کا استدلال نامکمل ہے۔

**حافظ زبیر علی زئی صاحب کے دیگر دلائل:**

حافظ زبیر علی زئی صاحب نے ”قربانی تین دن ہے“ سے متعلق چار اقوال اور ان کی اسنادی حیثیت یوں ذکر کی ہے:

①.....سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ.

”قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی)

ہے۔ [موطا امام مالک، ج: ۲، ص: ۴۸۷ و سندہ

صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج: ۲، ص: ۲۹۷]

②.....سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

النحر یومان بعد یوم النحر و افضلها یوم النحر.

سے زائد قربانی کا گوشت) کھانے کی حرمت منسوخ کر دی گئی اور ذبح کا وقت (تین دن) اسی حالت میں باقی رہا۔“

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ان کے جواب میں لکھتے ہیں:

فیقال لهم ان النبی لم ینہ الا عن ادخار فوق ثلاث، لم ینہ عن التضحیة بعد ثلاث، فاین احدهما من الاخر، ولا تلازم بین مانہی عنہ و بین اختصاس الذبح بثلاث لوجهین:

((احدهما: انه یسوع الذبح فی الیوم الثانی والثالث، فیجوز له الادخار الی تمام الثلاث من یوم الذبح، ولا یتیم لكم الاستدلال حتی یثبت النہی عن الذبح بعد یوم النحر، ولا سبیل لكم الی هذا۔ الثانی: انه لو ذبح فی آخر جزء من یوم النحر لساغ له حیثئذ الادخار ثلاثة ايام بعده، بمقتضى

الحديث)) [ابن قیم: زاد المعاد: ص ۳۱۸، ۳۱۹]

”ان کو (جواباً) کہا جائے گا کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے تین دن سے زائد صرف گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا، آپ نے تین دن کے بعد قربانی کرنے سے منع نہیں کیا، تو ان دونوں کا ایک دوسرے سے کہاں تعلق رہا؟ ① آپ کا تین دن سے زائد گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کرنا ② قربانی کو تین دنوں کے ساتھ خاص کرنا، ان دونوں میں باہم تعلق نہ ہونے کی دو وجوہ ہیں:

پہلی وجہ: بلاشبہ (دس ذوالحجہ کے بعد) دوسرے اور تیسرے دن ذبح کرنا جائز ہے، تو اس کے لیے ذبح کے دن سے تیسرا دن پورا ہونے تک گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ جب تک یوم النحر (دس ذوالحجہ) کے بعد (دوسرے اور تیسرے دن میں) قربانی ذبح کرنے کی ممانعت ثابت نہ ہو جائے تب تک تمہارا استدلال ادھورا ہے اور تمہارے لیے اس طرف (کامیابی کا) کوئی راستہ نہیں ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ اگر قربانی کرنے والا یوم نحر (دس ذوالحجہ)

”قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔ [احکام القرآن للطحاوی، ج: ۲، ص: ۲۰۵، ح: ۱۵۷۱، وسندہ حسن]

③.....سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الاضحیٰ یومان بعده.

”قربانی والے (اول دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔ [احکام القرآن للطحاوی، ج: ۲، ص: ۲۰۶، ح: ۱۵۷۶، وهو حسن صحیح]

④.....سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

النحر ثلاثة ایام.

”قربانی کے تین دن ہیں۔ [احکام القرآن للطحاوی، ج: ۲، ص: ۲۰۵، ح: ۱۵۶۹، وهو حسن۔ ماہنامہ ”الحديث“ حضرو، بابت جنوری ۲۰۰۸: شمارہ نمبر ۴۳: ص: ۱۰ (توضیح الاحکام از حافظ زبیر علی زئی)]

موصوف نے مندرجہ بالا اقوال میں سے قول نمبر ۴ کو حسن قرار دیا ہے اور ان اقوال کے مقابلہ میں درج ذیل چار اقوال اور ذکر کیے ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت واضح کی ہے، آپ لکھتے ہیں:

(۱) حسن بصری نے کہا: عید الاضحیٰ کے دن کے بعد تین دن قربانی

ہے۔ [احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ ح: ۱۵۷۷ وسندہ صحیح]

(۲) عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: ایام تشریق کے آخر تک (قربانی) ہے۔ [احکام القرآن ۲/۲۰۶ ح: ۱۵۷۸، وسندہ حسن]

(۳) عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: الاضحیٰ یوم النحر وثلاثة ایام بعده۔ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد تین دن ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ وسندہ حسن)

(۴) سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان اپنی قربانیاں خریدتے پھر انھیں (کھلا کھلا کر) موٹا کرتے، پھر عید الاضحیٰ کے دن آخری ذوالحجہ (تک) کو ذبح کرتے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ وسندہ صحیح)

ان سب آثار میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول رائج

ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ عید الاضحیٰ اور دو دن بعد۔ [ایضاً]

حافظ زبیر علی زئی صاحب نے پہلے اور چوتھے قول کی سند کو صحیح اور دوسرے، تیسرے قول کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ موصوف کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ”تین دن قربانی“ والے قول کی سند حسن ہے، اور حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف کا قول کہ ”مسلمان اپنی قربانیاں خریدتے، پھر انھیں موٹا کرتے، پھر عید الاضحیٰ کے بعد آخری ذوالحجہ تک ذبح کرتے“ اس کی سند کو موصوف نے صحیح کہا ہے۔

قواعد حدیث کے مطابق صحیح سند کے مقابلہ میں حسن سند مرجوح ہوتی ہے نہ کہ راجح، تو موصوف صحیح سند کے مقابلہ میں حسن سند کو کس اصول کے ساتھ راجح قرار دے رہے ہیں؟

### حضرت علیؑ کے دو قول:

موصوف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تین دن قربانی والا قول تو نقل کر دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چار دن والا درج ذیل قول کیوں کرمفقود نظر رہا؟

کاش موصوف علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے درج ذیل اقتباس پڑھ لیتے تو حاملین مسلک حق (اہل حدیث) کو شرمندگی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا:

علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وقد قال علی بن ابن طالب رضی اللہ عنہ: ایام النحر یوم الاضحیٰ وثلاثة ایام بعده“ وهو مذهب امام اهل البصرة الحسن، وامام اهل مكة عطاء بن أبي رباح، وامام اهل الشام الاوزاعي، وامام فقهاء اهل الحديث الشافعي رحمه الله واختاره ابن المنذر، ولان الثلاثة تختص بكونها ایام منی وایام الرمی وایام التشریق، ويحرم صيامها، فهي اخوة فی هذه الايام، فكيف تفترق فی جواز الذبح بغير نص ولا اجماع۔“

[ابن قیم زاد المعاد: ص ۳۱۹۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قربانی ذبح کرنے کے ایام: قربانی کا دن ہے اور تین دن اس کے بعد ہیں اور یہی مذہب

امام بصرہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا، امام اہل مکہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا، امام اہل شام اوزاعی رحمہ اللہ کا ہے اور فقہائے اہل حدیث کے امام حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور امام ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور (قربانی کے چار دن ہونے کی) یہ وجہ بھی ہے کہ (یوم نحر کے بعد کے) تین دن ایام منیٰ، ایام رمی جمار اور ایام تشریق کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ اور یہ (چاروں چیزیں) ان ایام میں مشترک ہیں۔ پھر یہ (ایام) قربانی ذبح کرنے کے جواز میں بغیر نص اور بغیر اجماع کے کیسے (اوروں سے) جدا ہو سکتے ہیں؟

امام نووی رحمہ اللہ اپنی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں:

”اما آخر وقت التضحية فقال الشافعي يجوز في يوم النحر وایام التشریق الثلاثة بعده وممن قال بهذا علی ابن ابی طالب وجبیر بن مطعم وابن عباس وعطاء والحسن البصري وعمر بن عبدالعزيز وسليمان بن موسى الاسدي فقيه اهل الشام ومكحول وداود الظاهري وغيرهم۔

وقال ابو حنيفة ومالك واحمد يختص بيوم النحر ويومين بعده، وروى هذا عن عمر بن الخطاب وعلي وابن عمر و انس۔ وقال سعيد بن جبیر يجوز لاهل الامصار يوم النحر خاصة ولاهل القرى يوم النحر وایام التشریق۔ وقال محمد بن سيرين لايجوز لاحد الا في يوم النحر خاصة۔ وحكى القاضي عن بعض العلماء انها تجوز في جميع ذى الحجة۔ [نووی، بحی بن شرف، ابو زکریا: المنهاج شرح صحيح مسلم بن حجاج: مكتبة رشيدية، دہلی: ۱۹۵۶ء، ص: ۱۵۳۶]

قربانی کے آخری وقت کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ یوم نحر اور اس کے بعد تشریق کے تینوں (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) دنوں میں جائز ہے۔ اس (مذہب) کے قائلین میں علی بن ابی طالب، جبیر بن مطعم، عبد اللہ

بن عباس، عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزيز، فقیہ اہل شام سلیمان بن موسیٰ اسدی، مکحول اور داود ظاہری وغیرہم ہیں۔

ابو حنیفہ، مالک اور احمد کہتے ہیں کہ قربانی یوم نحر اور اس کے بعد کے دو دنوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہی چیز عمر بن خطاب، علی، ابن عمر اور انس سے روایت کی گئی ہے۔ سعید بن جبیر خاص اہل امصار کے لیے یوم نحر کو جائز کہتے ہیں۔ اور اہل دیہہ کے لیے یوم نحر اور ایام تشریق میں قربانی کرنا جائز کہتے ہیں۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ خاص یوم نحر کے سوا کسی شخص کو قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ سارے ذی الحجہ میں قربانی کرنا جائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ منیٰ کے تمام دنوں میں قربانی کے جواز کے بارے میں فرماتے ہیں:

”والاضحية جائزة يوم النحر وایام منی کلها لأنها ایام النسك۔“ [الشافعي، محمد بن ادریس، الامام: کتاب الام (مع مختصر للمام المزی الشافعی): ابناء مولوی محمد بن غلام رسول السورتی تجار الكتب جاملی محلہ بمبئی: سن ندارد ص ۱۹۲۲]

قربانی یوم نحر میں اور منیٰ کے تمام دنوں میں جائز ہے، کیونکہ یہ حج کے ایام ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

”فان قال قائل: ما الحجة في ان ایام اضحی کلها؟ قيل كما كانت الحجة بان يومين بعد يوم النحر يومی ضحية۔ فان قال قائل: فكيف ذلك؟ قيل: نحر النبي صلى الله عليه وسلم وضحي في النحر، فلما لم يخطر على الناس ان يضحوا بعد يوم النحر بيوم اور يومين لم نجد اليوم الثالث مفارقا لليومين قبله، لانه ينسك فيه ويرمي كما ينسك ويرمي فيهما۔ فان قيل: فهل في هذا من خبر؟ قيل: نعم عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه دلالة سنة۔“ [نفس الرجوع]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عید کے دن قربانی کی۔ اس کے بعد آپ نے نہ ایک دن کے لیے قربانی سے روکا اور نہ دو دن کے لیے، لہذا

## [بقیہ قربانی یا قربانی کی قیمت]

اور علانیہ کہا جانے لگے کہ حج کے لئے ایک دور دراز بدیشی ملک میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ جو زمین شریفین کی زیارت میں ہر سال ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے کیوں نہ اسے تعلیمی اداروں محتاج خانوں اور ہسپتالوں پر صرف کیا جائے۔

اس قسم کا اجتہاد، بلکہ اسلام میں کتر و پیونت اور پیوند کاری سے کیا اسلام کا اصل چہرہ مسخ ہو کر نہ رہ جائے گا اور رفتہ رفتہ محمدی اسلام اور ماڈرن اسلام میں کوئی چیز بھی قدر مشترک کے طور پر باقی رہ سکے گی؟ کیا یہ اسلام کی خدمت ہے یا اس کی بیخ کنی۔

اچھے کاموں پر حکومت وقت کی مدح سرائی اپنی جگہ قابل ملامت نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ جس وقت موسیقاروں، رقاصوں (مغنیوں اور گویوں) کی ہمت افزائی کرتے ہوئے بلبل چوہدری کی اولاد اور بندے خاں کے لئے ہزاروں روپے انعامات کا اعلان کیا گیا تھا اس وقت لبوں پر مہر سکوت کیوں لگ گئی تھی؟ آخر اس وقت غرباء اور مساکین کے لئے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کے خیال نے دل میں اضطراب اور بے چینی کیوں نہ پیدا کی؟

اس وقت بہت سی غلط قسم کی تصریحات اور مشاغل ایسے ہیں جن پر پبلک کا بے شمار سرمایہ لٹایا جا رہا ہے۔ سگریٹ نوشی کے شوق میں قوم ہزاروں روپیہ دھواں بن کر اڑ جاتا ہے۔ اسی طرح فحش، مخرب اخلاق فلمیں عوام کی جیبوں سے لاکھوں روپے روزانہ نکلوا لیتی ہیں۔ ریڈیو کا محکمہ بھانڈوں اور طوائفوں کے گانوں پر قوم کا قیمتی سرمایہ پانی کی طرح بہا رہا ہے کیا اس قسم کی فضول خرچیوں کو بند کر کے ملک کا کروڑوں روپیہ تعمیری اور فلاحی کاموں میں نہیں لگایا جاسکتا۔ کیا رسم قربانی ہی ایسی رہ گئی ہے کہ جس پر کنٹرول کئے بغیر ملک کا کوئی بھی خدمت خلق کا کام انجام نہ دیا جاسکتا۔

اس سے انکار نہیں کہ اس انحطاط کے دور میں دوسری عبادات کی طرح قربانی کی رسم بھی اس کے اصل مقاصد و مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادا نہیں کی جاتی۔ لیکن کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اصل قربانی کے حکم ہی کو قابل ترمیم قرار دے دیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام میں اسلامی عبادات، احکام کے لئے صحیح شعور کو پیدا کیا جائے اور غیر شعوری یا نمائشی اسلام کی بجائے اسی جذبہ صادق کو تازہ کیا جائے جو ہمارے اسلاف کے دلوں میں موجزن تھا۔

ہمیں تیسرے دن (تیرہ ذوالحجہ) کے لیے اس سے پہلے کے دو دنوں (۱۲، ۱۱ ذوالحجہ) سے الگ کوئی حکم نہیں ملتا، کیونکہ آپ اس (۱۳ ذوالحجہ) میں اسی طرح رمی کرتے اور مناسک حج ادا فرماتے جیسے اس سے پہلے دو دنوں میں کرتے تھے۔ پھر اگر اعتراض کیا جائے کہ اس کے ثبوت میں کوئی حدیث ملتی ہے؟ تو جواباً کہا جائے گا: ہاں! نبی ﷺ کی سنت میں اس کی راہنمائی موجود ہے۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول:

علامہ قرطبی نے عبد اللہ بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے:

ان الايام المعدودات والايام المعلومات يجمعها اربعة ايام يوم النحر وثلاثة ايام بعده۔ [القرطبي، محمد بن احمد، ابو عبد الله، الانصاري: الجامع لاحكام القرآن دار احياء التراث العربي، بيروت، ص ۲۳]

”ایام معدودات“ اور ”ایام معلومات“ میں چار دن یوم نحر اور اس کے بعد تین جمع ہو جاتے ہیں۔

## ابن عباسؓ کا دوسرا قول:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال: الايام المعدودات اربعة ايام: يوم النحر وثلاثة ايام بعده۔ [الشوکانی، محمد بن علی بن محمد: فتح القدیر الجامع بین فنی الروایة من علم التفسیر]

”عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ ایام معدودات چار دن ہیں: یوم نحر اور اس کے بعد کے تین دن۔“

کیا اتنے واضح دلائل کے بعد چار دن قربانی کے جواز میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

حافظ زبیر علی زئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ”جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ ”قربانی کے تین دن ہیں۔“ یہ موصوف ہی بتا سکتے ہیں کہ جمہور صحابہ میں کون کون صحابہ کرام شامل ہیں۔

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

# قربانی یا قربانی کی قیمت

مولانا عبدالغفار حسن

یاد تازہ کرنا بھی مقصود ہے جس کو آج سے چار پانچ ہزار سال قبل خدا کے دو مقبول و محبوب بندوں نے اپنے رب کے حضور پیش کیا تھا۔

(۲)..... بجائے خود خون بہانا بھی اپنی جگہ قربانی کا اصل مقصد ہے، اس لئے حدیث میں حج کی تشریح میں فرمایا گیا ہے کہ الحج، العج، والشج یعنی بلند آواز سے لیک کہنے اور خون بہانے کا نام ہے۔

(۳)..... قربانی کے اس حکم کی بناء پر خون بہانے سے جو ہر شجاعت و مردانگی میں اضافہ ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں اپنی محبوب ترین متاع فدا کرنے کی بار بار تربیت حاصل ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کرتے وقت ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ شَهْدِيْ مَكَانَهَا یعنی قربانی کی جگہ پر تم بھی حاضر ہو جاؤ اور پچشم خود اس کا مشاہدہ کرو، اس حکم کا اس کے سوا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ کہ اگر کل اولاد کی قربانی کا سوال درپیش ہو تو ماں کے دل میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہ پیدا ہو۔

صحابہ کرام کا بیان ہے کُنْ نُسُيْنُ الْاُضْحِيَّةِ فِيْ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ہم عہد نبوی میں قربانی کے جانوروں کو خوب پال پال کر کے قربہ کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح پلے ہوئے جانور سے انسان کا قلبی لگاؤ ہو جاتا ہے، قلبی محبت اور لگاؤ پر خدا کے حکم سے چھری رکھنے کا نام قربانی ہے۔ یہ مقاصد و مصالح کیا نقدی ادا کرنے کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں؟ کچھ لوگ قربانی کی تعداد کو محدود کرنے کی تجویز پیش کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے حکومت کو مشورہ دے رہے ہیں۔

بجائے محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کے اگر اسی طرح مصطفیٰ کمال کی تقلید کا جنون بڑھتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب کمال اتاترک کے ترکی نیشنلزم کی طرح پاکستانی نیشنلزم کا بھوت یہاں بھی مسلط ہو جائے۔ [باقی صفحہ نمبر ۲۸ پر]

اسلامی احکام پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱)..... ایسے احکام جن کا اصل منشاء اور مقصد بھی پورا کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی ان احکام کی ادائیگی کے لئے جو شکل مقرر کر دی گئی ہے اسکی پابندی بھی لازمی ہے۔ جیسے نماز، حج، روزہ اور اس قسم کی دوسری عبادات۔

(۲)..... ایسے احکام جن کے بجالانے کے لئے کسی خاص شکل یا متعین ہیئت کو ضروری قرار نہیں دیا گیا ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ حکم کا اصل منشا پورا ہو جائے۔ لیکن منشا اور حکمت بھی وہ جو انسان کی اپنی خود ساختہ نہ بلکہ جس کی وضاحت خود شریعت میں کر دی گئی ہو، مثلاً حدیث میں ہے کہ صدقہ فطر، گیہوں، بچو، کھجور، پیاز، اور کشمش سے ادا کیا جائے لیکن اصل مقصد یہ متعین چیزیں نہیں ہیں، بلکہ ان کی جگہ دوسری غذائی اشیاء یا قیمت ادا کر دی جائے، تب بھی شریعت کا اصل منشا پورا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ امت کی اکثریت کا اس پر عمل درآمد چلا آ رہا ہے۔ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ عید کے دن غربا و مساکین آسودہ حال رہیں اور بھوک کی خاطر در بدر بھیک مانگتے نہ پھریں، جیسا کہ ایک روایت میں ہے اَغْنَوْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ یعنی غرباء کو اس دن آسودہ حال بنا دو۔

اب سوال یہ ہے کہ قربانی کی عبادت مذکورہ دو قسموں میں سے کس نوع میں شامل ہے، قرآن مجید کی تصریحات، سنت کی توضیحات اور امت محمدیہ کا تیرہ سو سالہ متفق علیہ تعامل اس بات پر گواہ ہے کہ قربانی کا حکم پہلی قسم میں شامل ہے یعنی قربانی کا اصل منشاء بھی پورا کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی قربانی کی جو ظاہری شکل اور شرائط متعین کر دیئے گئے ہیں ان کی پابندی بھی لازمی ہے۔

اب یہاں اس بات کی وضاحت بھی ناگزیر ہے کہ قربانی کا منشا صرف غرباء اور مساکین کی آسودہ حالی ہی نہیں ہے:

(۱)..... بلکہ اس مخلصانہ فردیت اور سرفروشانہ جذبہ اطاعت کی

# مرزا قادیانی کی تحریک کا سیاسی پس منظر، کردار اور عقیدہ ختم نبوت

مولانا مفتی عبداللہ خاں عقیف

## الہدیت علماء کا اعزاز:

الہدیت علماء کثیر اللہ سوادہم کو (بجملہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ وحسن توفیقہ) یہ اولیت اور سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے سب علماء کرام سے پہلے قادیانی نبوت کا نوٹس لیا اور اس کذاب اور رد جال اور برطانوی سامراج کے ایجنٹ کے عقائد باطلہ، دعاوی کا ذب، تحریفات کفریہ، تاویلات بارہ، ابوائے کاسدہ، افتراء آت فاسدہ اور مفاہیم باطنیہ کے دام، ہنگر زمین کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے اور اس کی جھوٹی نبوت کے نیچے ادھیڑ کر بیچ چور ہے کے پھینک دیے۔ اس دجال نے اپنے مکروہ چہرے پر اسلامی لبادے کا جو نقاب اوڑھا ہوا تھا اس کو الٹ کر اپنے فتاویٰ کے آئینہ میں اس کا بھیا تک چہرہ عیاں کر کے مسلمانوں کو دکھادیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

①..... مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ متوفی ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو یہ شرف حاصل ہے کہ مرزا قادیانی کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے علماء سے فتویٰ حاصل کیا۔

②..... شیخ الکل، استاذ المحدثین سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۰۴ء وہ مفتی اول ہیں جنہوں نے سب سے اول مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کے خلاف محقق، مدلل اور مبسوط فتویٰ صادر فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

③..... مولانا محمد بشیر محدث سہوانی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۱۱ء نے مرزا قادیانی سے مناظرہ کر کے اسے شکست فاش دینے کا شرف حاصل کیا۔ ریکارڈ سلفیہ لائبریری شیش محل روڈ لاہور میں موجود ہے۔

④..... مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۱۷ء نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج کیا۔

بعد ازاں حضرت مولانا بٹالوی نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر مبنی یہ متفقہ فتویٰ اپنے اخبار ”اشاعت السنۃ“ میں شائع کر دیا تھا جس میں مفتیان الہدیت کے فتاویٰ کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے علماء کے فتاویٰ شامل ہیں۔ یہ سب سے پہلا فتویٰ ہے جو مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کی مساعی و اہتمام سے مرتب ہوا۔ اب یہ فتویٰ دار الدعوة السلفیہ شیش محل روڈ لاہور کے زیر اہتمام دوبارہ شائع ہو چکا ہے۔

## اسمائے مفتیان الہدیت:

شیخ الکل اور مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کے فتویٰ پر حسب ذیل اکابر الہدیت مفتیان کرام کی تصدیقات ثبت ہیں۔ حافظ عبداللہ محدث غازی پوری، مولانا شمس الحق صاحب عون المعبود، حافظ عبدالرحمن محدث مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی، حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، ولی کامل عبدالرحمن محی الدین لکھوی، مولانا مفتی محمد یوسف بھنگیلوی زیروی، سید احمد حسن محدث دہلوی، صاحب تفسیر احسن التقاسیر، مولانا ابو القاسم بنارس، ترجمان مسلک الہدیت مولانا شرف الدین محدث دہلوی، مولانا عبدالاحد خان پوری رحمہ اللہ۔

## تقسیم ملک سے پہلے دوسرا فتویٰ:

شیخ الاسلام فاح قادیان ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۹۳۸ء نے ایک رسالہ بنام ”فتح نکاح مرزائیاں“ لکھ کر شائع فرمایا اس رسالہ ہدایت مقالہ ہندوستان بھر کے تمام الہدیت، دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے اہل علم کی مہر تصدیق ثبت ہے اس رسالہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری دونوں گروہ کافر ہیں اور ان کا کفر اب محتاج بیان نہیں اور اس طرح تقسیم ملک سے پہلے اور بعد میں بہاولپور کے جج اور راولپنڈی کے



جج اس ٹولے کو کافر قرار دے چکے ہیں۔

### اسلامیان پاکستان کا تاریخی فتویٰ اور اس کا متن:

الحمد لله وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور اراکین قومی اسمبلی کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں یہ توفیق نصیب ہوئی کہ انہوں نے مرزائیت کے ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد سے کاٹ پھینکا۔ یہ فیصلہ صرف پاکستان ہی کے لیے خوش کن نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے باعث صدامینان اور وجہ مسرت ہے کیوں کہ ان کا سازشی وجود صرف پاکستان ہی کے لیے نہیں۔ پورا عالم اسلام ان کی دسیسہ کاریوں کا ہدف ہے۔

### اس تاریخی فیصلہ کا متن:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق نمبر ۲ کے بعد حسب ذیل نئی شقیں درج کی جائیں گی۔  
جو شخص رسول اللہ ﷺ جو آخری نبی ہیں۔ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

### بیان و اغراض:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے، عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر انچارج۔ [ستمبر ۱۹۷۴ء]

غرض کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری اور ربوی ہوں تینوں گروہ قرآن وحدیث، علماء عقائد اجماع امت، پاکستان کے آئین وقانون اور عدالتی فیصلوں کے مطابق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ ان کو مسلمان سمجھنے والا شخص بھی دائرہ اسلام

سے خارج اور کافر ہے اور کفار کے ساتھ برادرانہ تعلقات، سلام کلام، نشست وبرخاست، شادی، غمی میں شرکت، معاشرت، تجارت، ان کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنا، فیکٹیوں میں ملازمت کرنا، ان کی مصنوعات کی خرید و فروخت اور ان کے ساتھ رواداری سے پیش آنا وغیرہ شرعاً حرام ہے اب آپ کے ان سوالات کا مدلل مفصل اور مرتب جواب حسب ذیل ہے۔

### سوال نمبر (۱) کا جواب:

کفار کے ساتھ برادرانہ تعلق از روئے قرآن مجید حرام ہے۔ چنانچہ فرمایا:

(۱) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ. [الحجرات: ۱۰]

”مسلمان تو (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔“

اس آیت سے واضح ہوا کہ کافر مسلمان کا بھائی نہیں بن سکتا۔

(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَ إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ط وَ مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [التوبہ: ۲۳]

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے ظالم ہیں۔“

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط﴾ [مجادلہ: ۲۲]

”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (کامل) ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ ایسے اشخاص سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں۔“

ان تینوں آیات بینات سے معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ برادرانہ تعلقات استوار رکھنا ہرگز جائز نہیں اور ان کے ساتھ سلام، کلام برادرانہ تعلقات رکھنا معصیت اور ظلم ہے۔ قادیانیوں کے ان تینوں ٹولوں کے

ساتھ نہ معاشرت جائز ہے اور نہ ان کے ساتھ معیشت جائز ہے اور نہ ان کے ساتھ مناکحت اور خلا ملا جائز ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں

﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُوفِرِ﴾ [الممتحنہ: ۱۰]

یعنی ”کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو“ اور جب کافر عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے تو لامحالہ ان کو رشتہ دینا بالاولیٰ حرام ٹھہرا، چنانچہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ [البقرة: ۲۲۱]

یعنی ”مشرکوں (کافروں) کو نکاح نہ دو۔“

ان دونوں آیات کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ مرزائیوں کے ساتھ معاشرت و مناکحت قطعاً جائز نہیں اور جو شخص ان کے ساتھ مناکحت (رشتہ داری) کرتا ہے وہ بھی کافر ہے اس کے دعویٰ اسلام کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ اپنے اس عمل سے قرآن مجید کی نصوص صریحہ کی تکذیب کر رہا ہے۔

جس طرح ان کے ساتھ مناکحت اور معاشرت جائز نہیں اسی طرح ان کی شادیوں، براتوں اور دوسرے فنکشنوں میں شمولیت بھی ہرگز جائز نہیں کہ یہ بھی ان کی حوصلہ افزائی میں شامل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد نصوص صریحہ اور جلیہ میں کافروں، یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کرنے سے سختی کے ساتھ روک دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [المائدة: ۵۱]

”اے ایماندارو! نہ دوستی اختیار کرو یہود و نصاریٰ کے ساتھ وہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کے ساتھ دوستی کی پیگ بڑھائے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔“

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

الظاهر انه خطاب للمؤمنين حقيقة.....

پھر مزید لکھتے ہیں:

ووجه تعلیل النہی بهذا الجملة (بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) انها تقتضی ان هذا المولاة هی شان هولاء الكفار لا شانکم تفعلوا ما هو من قلعهم فتكونون مثلهم ولهذا عقب هذا الجملة التعليلیه بما کا النبیجة لها فقال (وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ) ای فانه من جماعتهم وفی عدادهم وهو وعید شدید.

[فتح القدیر، ج: ۲، ص: ۴۹]

”اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو کافروں کی دوستی سے روک دیا ہے اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ کافروں کے ساتھ دوستی کرنا کسی کافر ہی کا کام ہے نہ کہ کسی مسلمان کا۔ لہذا تم ان کے ساتھ دوستی اور ربط و ضبط مت رکھو ورنہ تم بھی انہیں کے حکم میں شامل ہو جاؤ گے اور یہ دوستی ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کفر کو مستلزم ہے۔“

(۳) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [التوبة: ۲۳]

”اے اہل ایمان نہ دوست رکھو تم اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں پسند کریں اور تم میں سے جو شخص ان کے ساتھ دوستی کرے گا تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔ ان آیات مقدسہ سے واضح ہوا کہ مرزائیوں کی برات اور خوشی کے دوسرے فنکشنوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔“

### سوال نمبر ۵ کا جواب:

جس طرح ان کی شادی اور خوشی کی محفلوں میں شرکت جائز نہیں۔ اسی طرح غمی کے موقع پر تعزیت اور ان کی حوصلہ افزائی بھی جائز نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَصْلَحْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ﴾ [التوبة: ۸۴]

”ان کافروں منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازہ



## سوال نمبر ۸ کا جواب:

ان کی تعلیم گاہیں اور یونیورسٹیاں دراصل مرزائیت کے تربیتی ادارے ہیں ان میں اپنے معصوم اور خالی الذہن بچوں کو تعلیم دلانا دراصل ان کی عاقبت خراب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ خلا ملا، ان کی مجالست اور ان کے اداروں اور مجلسوں میں شرکت سے منع فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ طَفَّاهَا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ﴾ [آل عمران ۷۸]

”اسی نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس میں بعض آیتیں کھلی صاف مضمون کی ہیں وہ قرآن شریف کی اصلی اور بنیاد ہیں جن کو محکم کہتے ہیں اور بعض آیتیں گول مول مضمون کی ہیں پھر جن کے دل پھرے ہوتے ہیں یعنی کج ہیں۔ (باطل کی طرف بھٹکے) پس وہ پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو شبہ ڈالتی ہے واسطے چاہنے گراہی کے۔“

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّيْتُ. [وفی رواية ابی داود الطَّيَالِسِيُّ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّيْتُ اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ] [تفسير ابن كثير، ج: ۱، ص: ۳۴۵، ۳۴۶]

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرما کر فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کا پیچھا کرتے ہوں تو یہی وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے جن کی مذمت کی ہے۔ لہذا تم ان کی مجلسوں سے بچو۔“

مشہور اور نامور مفسر امام شوکانی فرماتے ہیں:

ولفظ ابن جریر وغيره فهُم الَّذِينَ عَنِ اللَّهِ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ. [فتح الباری، ج: ۱، ص: ۳۱۸، ۳۱۹]

کی ہرگز نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا کیوں کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور مرتے دم تک بدکار اطاعت رہے۔“

مزید فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [التوبة: ۱۱۳]

”نبی ﷺ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں اس امر کے ظاہر ہونے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔“

## سوال نمبر ۶ کا جواب:

عام کفار کے ساتھ کاروبار تجارت وغیرہ حلال چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے مگر مرزائیوں کے تینوں گروہوں کے ساتھ تجارت اور خرید و فروخت جائز نہیں کہ یہ لوگ عام کفار سے زیادہ خطرناک اور اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ برطانوی سامراج کا خود کاشت پودا ہیں کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور افریقی ممالک وغیرہ میں اپنے اصلی مسلمان ہونے کی تبلیغ کرتے ہیں اور اپنی تجارت کی آمدنی مرزائیت کی تبلیغ پر خرچ کرتے ہیں اور یوں کمزور عقیدہ اور بے علم مسلمانوں کو پھانسنے کے لیے انہوں نے دام ہمرنگ زمین بچھایا ہوا ہے اور اسلام دشمن قوتیں ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ تجارت کرنا، التعاون علی المعصیۃ اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔

## سوال نمبر ۷ کا جواب:

اس سوال کا جواب سوال نمبر ۶ میں آچکا ہے بہر کیف ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنا اور ان کی مصنوعات خریدنا التعاون علی المعصیۃ ہے اور التعاون علی المعصیۃ اسلام سے بغاوت ہے جو ہرگز جائز نہیں۔

”ابن جریر وغیرہ کے مطابق متشابہ آیات پر بحث کرنے والے ہی اللہ نے اس آیت میں مراد لیے ہیں۔ ان گروہوں کے ساتھ میل ملاپ اور بیٹھنا اٹھنا نہ رکھو۔“

اس تفسیر اور صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل زلیغ اور فتنہ جو گروہ سے شرعاً الگ تھلگ رہنا ضروری ہے کیوں کہ مرزا قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کا قائل ہونے کی وجہ سے کافر اور مرتد ہے لہذا اس کی بیعت کرنے والے مرتدین اور ان کی نسلیں کافر ہیں۔ لہذا ان کی یونیورسٹیوں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلانا ہرگز جائز نہیں داعی ہونے کی وجہ سے بلاشبہ اہل زلیغ و فتنہ باز کافر ہیں۔ لہذا ان کی یونیورسٹیوں میں بچوں کو تعلیم دلانا قطعاً جائز نہیں۔

ان کے ساتھ رواداری برتنا اور ان کی مصنوعات کا استعمال بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِن أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ [ہود: ۱۱۳]

”اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مت جھکو (رواداری سے پیش نہ آؤ) پھر اگر ایسا کرو گے تو تمہیں دوزخ کی آگ چٹ جائے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پھر جب تم ظالموں کے شریک ہو گے تو تم کو اللہ کی مدد نہ ملے گی۔“

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی جو لوگ فاسق اور بدکار ہیں اور ان سے کوئی دوستی اور محبت نہ رکھو چاہے وہ کافر ہوں یا نام کے مسلمان۔

[فتح القدیر الشوکانی، اشرف الموحاشی، ص: ۲۸۱]

اس سے معلوم ہوا مرزائی چونکہ کافر ہیں لہذا ان کے ساتھ رواداری رکھنا جائز نہیں۔ کہ اس میں ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی ہوتی ہے اس طرح ان کی مصنوعات کے استعمال میں بھی ان کا تعاون ہے لہذا ان کے ساتھ تعاون بھی حرام ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ یہ اسلام دشمن اور انگریز سامراج کا ایجنٹ اور اس کا خود کاشٹہ پودا ہے۔ جو اس نے جہاد اسلامی سے جان چھڑانے

اور ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد سر د کرنے اور یوں اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے اس خبیث اور شجر ممنوعہ کی کاشت کی۔ یہ مرزا قادیانی کا اسلام دشمنی پر سیاسی پس منظر، رہا اس کا عقیدہ اور عمل تو مذکورہ نصوص صریحہ، دلائل قطعہ، براہین جلیہ، اجماع امت اور پاکستان کے آئین و قانون، عدالتی فیصلوں کے مطابق قادیانی خود کافر اور اس کے مرید بھی کافر، خارج از اسلام اور مرتد ہیں۔ اب مرزائیوں کی لاہوری قادیانی اور ربوئی نسلیں کافر ہیں اور یہ بھی متفق علیہ امر ہے کہ ان کو مسلمان سمجھنے والا ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے اور کفار کے ساتھ برادرانہ تعلقات، سلام کلام، نشست، برخاست، مناکحت، معاشرت، شادی میں شرکت اور غمی کی تقریب میں شرکت، تجارت، ان کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنا، فیکٹریوں میں ملازمت کرنا، ان کی مصنوعات کا استعمال اور ان کے ساتھ رواداری برتنا غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں اور مراحل و مظاہر میں ترک موالات اور سوشل بائیکاٹ اسلامی فریضہ ہے اور ایسا ناگزیر فرض ہے کہ اس کے ترک پر عذاب الہی کا خطرہ خارج از امکان نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطرے کا الارم دے رکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّافَقْتُمْ بَيْنَهُمْ وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَوُّوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبہ: ۲۴]

اس عذاب الہی سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لیے مرزائیوں کے تینوں گروہوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا ہوگا ورنہ.....

هذا آخر ما اردنا ايرادة في الجواب بتوفيق الله الوهاب واليه المرجع والمآب في يوم الحساب وبنعمته تمم الصلحات والصلاة والسلام الايمان الاكملان على نبينا واماننا وسيدنا وقائدنا محمد ورحمة للعالمين وعلى آله طاهرين وصحبه الطيبين وعلى من اهتدى بهديه الى يوم الدين.

## عزت سے جینا سیکھو

گر دہر میں جینا ہے تو عزت سے جینا سیکھو  
 خود دار بنو، خودی نہ بیچو، جینے کا قرینہ سیکھو  
 ذرا پیچھے پلٹ کر تو دیکھو، تم کیا تھے تمہارا مقام کیا تھا  
 جاں نثاران اسلام کے روز و شب تھے کیسے، معمول صبح و شام کیا تھا  
 فاقہ کش رہ کر بھی انہوں نے دین حقہ کی شجر کاری کی  
 پیٹ پر پتھر باندھ کر گلشن اسلام کی آبیاری کی  
 رزم حق و باطل میں ڈٹ گئے خون بہادیا اپنا  
 استحکام دین فطرت کے لیے، گھر بار لٹادیا اپنا  
 کبھی مشکل گھڑی میں دامن صبر وقاعت کا نہ چھوڑا  
 مادی قوت پہ ناز کرنے والوں کا، غرور اک پل میں توڑا  
 غیرت ان کی گھٹی میں تھی باطل کے سامنے کبھی سر نہ جھکایا اپنا  
 فقر میں بھی جواں ہمت رہے، ہاتھ غیروں کے سامنے نہ پھیلایا اپنا  
 جب بھی مانگا اپنے سچے رب سے مانگا اور رب نے دیا ان کو  
 استغناء قلب کی دولت ملی ان کو، سرفراز و سرخرو کیا ان کو  
 یہ تھے آباء و اجداد تمہارے جو مقصد حیات سمجھا گئے تم کو  
 اپنے احسن طرز عمل سے جینے کا انداز بتلا گئے تم کو  
 تم ہو کہ غیروں کے سامنے مانگنے کے لیے کشتوں ڈالتے ہو  
 دنیا بھر کے اہل ایمان کی غیرت کا جنازہ نکالتے ہو  
 تم بھی اس سے کیوں نہیں مانگتے جو دیتا رہتا ہے کبھی اکتاتا نہیں  
 جو پتھر میں کیڑوں کو بھی کھلاتا ہے، اپنی مخلوق کو کبھی بھلاتا نہیں  
 وہ تو ان کو بھی دیتا ہے جن کے سامنے تم ہاتھ پھیلاتے ہو  
 کچھ تو سوچو، ایسے داتا کا در چھوڑ کر جاتے ہو  
 ہم وہ لوگ ہیں، جن کا خون وطن عزیز کی بنیادوں میں ہے  
 نفاذ اسلام کی چاہت ہے دل میں استحکام ہمارے ارادوں میں  
 خدا را خود بھی عزت سے جیو، ہمیں بھی جینے دو  
 تم بھی اللہ پر توکل کرو ہمیں بھی جام قناعت پینے دو  
 گھاس کھا کر بھی ہم وطن عزیز اور اسلام کا دفاع کریں گے  
 نصرت الہی پر ہے، یقین ہم کو، غیرت سے جنیں گے اور غیرت سے مریں گے

[محمد اسحاق عابر، ملتان]